﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللهِ یُؤتِیهِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲۷/نومبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۴۸

۸/شعبان ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۲۷/نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا

ہر روز دیکھنا چاہئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں

"یادرکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچی تقویٰ حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہئے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ اسے کیسے طلب کرنا چاہئے تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کرے یا بدبودار شئے کو اٹھا کر دور پھینک دے۔ پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطاء الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں یورپ ہے۔ تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہئے۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شئے ہوں۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے ہیں اور بہت جلدی کرتے ہیں جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے جلدی گلے سے اتر جاوے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں۔ حالانکہ نماز تو خود دعا ہے۔ جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے اس کی نماز ہی نہیں۔ چاہئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو"۔ (ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۵۹۱)

تبتل کا یہ معنی نہیں کہ انسان دنیا سے ہر قسم کے تعلقات کاٹ لے۔ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تبتل ہے

ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے نمونہ کی پیروی کرے

جتنا خدا پر یقین ہو گا اتنا ہی زیادہ غیر اللہ کا خوف اٹھتا جائے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳/نومبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۳/نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ المزمل کی آیت نمبر ۹ ﴿واذکر اسم ربك و تبتل الیه تبتیلا﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس آیت میں اللہ کی یاد میں دنیا سے اپنے آپ کو جدا کرنے کی تلقین ہے۔ تبتل کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایسے جدا ہو جائے کہ گویا دنیا سے کٹ گیا ہے اور خالصۃً اللہ ہی کے لئے ہو گیا ہے۔ تبتّل کا یہ معنٰی نہیں ہے کہ انسان دنیا سے ہر قسم کے تعلقات کاٹ لے مگر ایسے تعلقات رکھے کہ دل ہمیشہ مائل بخدا رہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ تبتل کا یہ معنی نبوت کے آغاز سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ خیال کہ نبی نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد تبتّل کرتا ہے یہ درست نہیں۔ وہ تبتّل کے نتیجہ میں نبی بنتا ہے۔ کوئی بھی روحانی بڑا درجہ خواہ وہ صالحیت ہی کا ہو وہ تبتّل ہی کی ایک سیڑھی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کے تعلق میں بعض احادیث نبویہ اور اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرتے ہوئے اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تبتّل ہے۔ پھر تبتّل اور توکل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے تبتّل۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے متعلق ایک حدیث کے حوالے سے بتایا کہ

(باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۷/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام جو آج ہی صبح ریکارڈ کیا گیا تھا براڈکاسٹ کیا گیا۔ حسب معمول تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے کلاس کا آغاز ہوا۔ پھر کلمۂ شہادت، فرشتوں پر ایمان، رسولوں اور کتب پر ایمان، قیامت پر ایمان اور قضاء و قدر پر ایمان کے متعلق مختلف باتیں بچوں کو بتائی گئیں۔

اس کے بعد ایک نظم ہوئی اور اس کے بعد ایک بچے نے "فرشتے کیا ہیں" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ اور حضرت جبرئیل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ایک نظم۔

میں تیرا در چھوڑ کر جاؤں کہاں ☆ چین دل آرام جاں پاؤں کہاں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی گئی۔ ایک بچے نے "آنحضرت ﷺ کا سفر طائف" کے موضوع پر مضمون سنایا جس کے بعد ایک اور تقریر "فرشتوں کے فرائض" پر پڑھی گئی۔

اتوار، ۸/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۴/دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی صومالیہ اور ایتھوپیا کے مہمانوں کے ساتھ "ملاقات" دوبارہ نشر کی گئی۔

سوموار، ۹/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۱۲/ستمبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۷ دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۰/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۶ جو سورۃ الصف کی آیت نمبر ۸ سے شروع ہوئی ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی اور سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر ۷ تک جاری رہی۔ حضور ایدہ اللہ نے ساتھ ساتھ ضروری امور کی وضاحت اور تشریح بھی بیان فرمائی۔

بدھ، ۱۱/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۷ منعقد ہوئی اور براڈکاسٹ کی گئی۔ یہ کلاس سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر ۸ سے شروع ہوئی۔

آیت نمبر ۱۲ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ یہ آئندہ زمانے کے متعلق پیشگوئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ الجمعہ میں ہی آنحضرت ؐ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔ اور اسی سورۃ میں ہی اولین اور آخرین کے ملائے جانے کا ذکر ہے۔

سورۃ الجمعہ کے بعد سورۃ المنافقون کا درس شروع ہوا۔ اس سورۃ میں منافقین کی علامتیں اور ان کے اطوار بیان کئے گئے ہیں۔

جمعرات، ۱۲/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۷ جو ۱۸/اگست ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۳/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ۱۰/نومبر ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی درج ذیل ہے:

☆......لفظ "جلسہ" قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا اور "مجلس" کا لفظ آتا ہے تو جلسہ سالانہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

وحدت کی ضرورت

سیدنا حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃالمسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اِس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ وحدت پیدا ہو۔ اسلام کے ہر امر میں وحدت کی روح پھونکی گئی ہے۔ جب تک وحدت نہ ہو اس پر اللہ کا ہاتھ نہیں ہوتا جو جماعت پر ہوتا ہے۔ مَیں درختوں کو دیکھ کر سوچتا ہوں کہ اگر ایک ایک پتہ کہے کہ مَیں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں اور اپنے ربّ سے مانگتا ہوں وہ مجھے سرسبز کر دے گا۔ کیا وہ الگ ہو کر سرسبز رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ مُرجھا جائے گا اور ادنیٰ سے جھونکے سے گر جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ ایک شاخ سے اس کا تعلق ہو اور پھر اس شاخ کا کسی بڑی شاخ سے اور اس کا کسی بڑے تنے سے تعلق ہو جو جڑ اور اس کی رگوں سے اپنی خوراک کو جذب کرے۔ یہ سچی مثال ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا بیج لگاتا ہے تو جو شاخ اس سے الگ ہو کر بار آور اور ثمردار ہونا چاہے وہ نہیں رہ سکتی خواہ اُسے کتنے ہی پانی میں رکھو۔ وہ پانی اس کی سرسبزی اور شادابی کی بجائے اس کے سڑنے کا موجب اور باعث ہو گا۔ پس وحدت کی ضرورت ہے.........

تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ تم نے اس کو کامل صفات سے موصوف مانا ہے اور یہاں تک تم نے تو چند سے حظ اٹھایا ہے کہ اگر کوئی غلطی سے مخلوق میں سے کسی کو ان صفات سے موصوف مانتا تھا تم نے اس کو بھی اس امام کے طفیل سے چھوڑا اور اب تم پاک ہو گئے کہ مسیح کو خالق اور باری، مُحلّل، مُحرّم اور مُحی اور مُمیت اور عالم الغیب سمجھو۔ تو جیسے یہ امتیاز حاصل کیا تھا اب کیسی ضرورت تھی کہ پھر صحابہؓ کی طرح تمہارے سارے تعلقات اس شجر طیّبہ کے ساتھ ہوتے جس کے ساتھ پیوند ہو کر وہ تمام پھل لانے والے تم ہو سکتے تھے۔ مجھے ہمیشہ تعجّب ہوتا ہے جب میں کسی کو ایسے تعلقات سے باہر دیکھتا ہوں۔ دیکھو تمہارے تعلقات، چال چلن، شادی و غمی، حُسنِ معاشرت، تمدن، سلطنت کے ساتھ تعلقات، غرض ہر قول و فعل آئندہ نسلوں کے لئے ایک نمونہ ہو گا۔ پھر کیا تم چاہتے ہو کہ رحمت اور فضل کا نمونہ تم بنو یا لعنت کا۔ پس دعائیں کرو کہ تم جو اس پاک چشمہ پر پہنچے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے سیراب کرے اور عظیم الشان فضل اور خیر کے حاصل کرنے کی تمہیں توفیق ملے اور یہ سب توفیقیں اس وقت ملیں گی جب تمہارے سب معاملات ایک درخت سے وابستہ ہوں۔

پس ان سارے چندوں اور اغراض میں ایک ہی تنا اور جڑ ہو۔ پھر ایسی وحدت ہو کہ تمام دغا اور فریب کپٹ سے بَری ہو جاؤ۔ شاید تم نے سمجھا ہو کہ کسی کتاب کا نام کشتیٔ نوح ہے۔ نہیں۔ کچھ اغراض و مقاصد ہیں۔ کچھ عقائد اور اعمال ہیں۔ اس پر وہی سوار ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کی تعلیم کے موافق بناتا ہے......... جیسے پنجگانہ نمازیں ہر محلّے میں باجماعت پڑھتے ہیں اور پھر جمعہ کی نماز سارے شہر والے اسی طرح اِردگرد کے دیہات والے اور کُل شہر کے باشندے جمع ہو کر عید کی نماز ایک جگہ پڑھتے ہیں اس میں بھی وحدت کی تعلیم مقصود ہے۔ غرض اسلام کے ہر رُکن میں ایک وحدت کو قائم کیا ہے پھر اس کو قائم رکھنے کے لئے خاص حکم بھی دیا لَاتَنَازَعُوا باہم کشمکش نہ کرو کیونکہ جب ایک کھچا کھچی کرتا ہے تو دوسرا بھی اس میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہَوا بگڑ جاتی ہے۔ جب یہ خود دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو چونکہ وہ بھی کبرِ الٰہی کا مظہر ہے اِس لئے تکبّر کرتا اور وحدت اُٹھ جاتی ہے۔ اسی لئے حکم دیا کہ نزاع نہ کیا کرو ورنہ پھسل جاؤ گے اور فرمایا صبر کرو۔ ایسا صبر نہیں کہ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری پھیر دو بلکہ ایسا صبر کرو اور عفو ہو کہ جس میں اصلاح مقصود ہو۔ سچّے مومن بننا چاہتے ہو تو یاد رکھو لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۲۰۰-۲۰۲)

پاکستان میں آئے دن معاند احمدیت ملّاؤں اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے احمدیوں پر اذانیں دینے، سلام کہنے اور حضرت نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کے جرم میں مقدمے قائم ہوتے رہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ احمدیوں کے اذان دینے یا حضرت نبی اکرمؐ پر درود و سلام بھیجنے اور ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے سے ان کی شدید دلآزاری ہوتی ہے۔

اس پس منظر میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درج ذیل قطعہ اس امر کا اظہار ہے گویا وہ معاند احمدیت ملّاں اور ان کے ساتھی زبانِ حال سے احمدیوں سے یہ کہہ رہے ہیں اور گویا ان کی طرف سے یہ مطالبہ ہو رہا ہے۔

قطعہ

اذانیں دے کے دُکھاؤ نہ دل خدا کے لئے
درود پڑھ کے ستاؤ نہ۔ مصطفیٰ کے لئے
سلام کر کے دعائیں نہ دو ہمیں۔ ہم لوگ
وہ لوگ ہیں کہ ترستے ہیں بددُعا کے لئے

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

آپؐ نبوت سے قبل خلوت میں خدا تعالیٰ کی طرف تبتّل اختیار کیا کرتے تھے اور آپ کو خلوت بہت پیاری تھی۔ غار حرا میں رہنے کا جو سلسلہ ہے وہ اسی خلوت کی علامت ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے اس نمونہ کی پیروی کی۔ اسی طرح مسلم کتاب الزہد میں ایک حدیث ہے کہ اللہ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار ہو، بے نیاز ہو، گمنامی و گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرنے والا ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو خدا کی طرف تبتّل کرتے ہیں اور دنیا اور اہل دنیا سے نفرت و کراہت کرتے ہیں ایک وقت آتا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں خود اپنے حکم سے اس خلوت نشینی سے باہر نکالتا ہے تاکہ وہ اہل دنیا کی اصلاح کا کام کریں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جس میں آنحضرتؐ کے تنہا غار حرا میں کئی کئی روز خدا کی یاد میں مصروف رہنے کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ آپ کا کئی کئی دن غار حرا میں جا کر ٹھہرنا آپ کی شجاعت کی علامت ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہو تو شجاعت بھی آ جاتی ہے۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں۔ جتنا خدا پر یقین ہو گا اتنا ہی زیادہ غیر اللہ کا خوف اٹھتا جائے گا اور نہیں اٹھے گا تو مومن کا کام ہے کہ ضرور اس کو توڑے اور رد کرے۔ مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ مومن صرف جنّوں وغیرہ سے ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر بلا سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ نے اپنے ایک ذاتی تجربہ کا بھی ذکر فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بتلائی جو یہ ہے کہ "اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" یعنی اے اللہ ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ دے اور ہمارے خوف کو امن میں بدل دے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک بڑا خوف انسان کو یہ لاحق ہوتا ہے کہ میری کمزوریاں ظاہر نہ ہو جائیں۔ دوسرا خوف وہ اَن دیکھے خطرات ہیں جو باہر کی طرف سے انسان کو لاحق رہتے ہیں۔ کہیں حکومت سے، پولیس سے اور ڈاکوؤں، غنڈوں وغیرہ سے خطرات ہیں اور بعض جگہوں پر تو یہ معمول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس دعا سے آپ خطرات سے بے خوف ہو جائیں گے۔ ایک تو یہ کہ اللہ واقعۃً ان خطرات کو ٹال دیتا ہے اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اللہ نے کس کس تدبیر سے اس خطرہ کو ٹال دیا۔ دوسری طرف اگر توکّل والے کو نقصان پہنچ بھی جائے تو وہ اس کی رضا پر راضی رہتا ہے اور پھر خدا اسے بہت دیتا ہے۔ یہ دو قسم کے توکّل ہیں جو اللہ پر یقین کے نتیجہ میں اور تبتّل کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس پیش فرمایا اور بتایا کہ یہ مت سمجھو کہ انبیاء و رسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو خلوت میں رہنا چاہتے ہیں مگر اللہ انہیں زور سے باہر نکالتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کی ڈیماکریسی میں عہدہ کی خواہش اس شخص کے دل سے اٹھتی ہے جو کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر اس ڈیماکریسی میں ہی وہ آگ موجود ہے جو خرمن کو جلا دیا کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سچی ڈیماکریسی جماعت احمدیہ کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ جماعت میں جو بھی عہدے کی خواہش کرے گا وہ اس عہدے کا نااہل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ افغانستان یا پاکستان پر نظر ڈال لیں۔ پاکستان پر تو ساری تباہی خصوصیت سے عہدوں کی خواہش کی وجہ سے ہے۔ انبیاء کا جو سلسلہ خدا نے چنا ہے اس میں ہم سب کے لئے بہترین سبق ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو رکھتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتا ہے ان کو وہ باہر نکالتا ہے اور آپ کچھ بنا دیتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی پسند کرتا ہوں۔ اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ جو خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر آتے ہیں وہ اس بات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوں۔ وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے تفصیل سے سمجھا کر بیان فرمایا۔

الذین سبقونا بالایمان

حضرت عبدالمغنی خان صاحب

حضرت مولوی صاحب قوم کے پٹھان تھے۔ آپ کی ولادت اپنے آبائی وطن قائم گنج ضلع فرخ آباد (صوبہ یو۔پی۔بھارت) میں ہوئی۔ صدرانجمن احمدیہ کے ریکارڈ کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش اکتوبر ۱۸۸۵ء ہے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی نامدار خان اور دادا کا نام کامدار خان تھا۔ نامدار خان ریاست حیدر آباد کے پولیس فورس میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر فائز تھے۔ مولوی صاحبؓ کی پرائمری تک تعلیم قائم گنج کے مقامی سکول میں ہوئی۔ اس کے بعد اٹاوہ چلے گئے جہاں بورڈنگ ہاؤس میں رہائش اختیار کر کے ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی۔ کالج کی تعلیم بی ایس سی تک علی گڑھ میں حاصل کی۔

قبول احمدیت

آپ کا واقعہ قبول احمدیت بہت ایمان افروز ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اٹاوہ میں بورڈنگ ہاؤس میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے عبادت کی خاص الخاص لذت سے روشناس کیا۔ ان ایام میں اللہ تعالیٰ رات کی تنہائی میں ایسے بیٹھے سبق پڑھاتا کہ انکی لذت میرے دل اور روح کے ایک ایک گوشے میں سما جاتی۔ فرمایا یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک جاری رہا پھر اچانک ایک دن بند ہو گیا۔ اور اس کے بعد باوجود میری انتہائی بے تابی اور بے قراری اور گریہ وزاری کے پھر جاری نہ ہوا۔ جب میری بے قراری انتہا کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کچھ عرصہ بعد تم ایک شخص سے ملو گے اب اس کے ذریعہ ہی یہ سلسلہ تمہارے لئے دوبارہ جاری ہوگا"۔

مندرجہ بالا واقعہ اٹاوہ کا ہے جبکہ آپ ابھی ہائی سکول کے طالب علم تھے۔ چند سال بعد جب آپ علیگڑھ کالج میں داخل ہوئے تو وہاں طلباء کی مجلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کا ذکر مخالفانہ رنگ میں آپ کے کانوں میں پڑنے لگا۔ ایک روز کسی ایسی مجلس میں کسی شخص نے حضرت اقدس علیہ السلام کے متعلق کہا کہ مرزا صاحب تو (نعوذباللہ) حضرت نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے جب یہ سنا تو میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے چاہا کہ اس شخص کے خلاف جس کی طرف یہ گستاخی منسوب کی جارہی ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف) کچھ کہوں لیکن وہ الفاظ جو میرے دل میں تھے ابھی حلق تک نہیں پہنچے تھے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا کہ خبردار اس شخص کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے۔ یہ وہی برگزیدہ ہے جس کے ذریعے وہ سلسلہ تمہارے لئے دوبارہ جاری ہوگا جو اٹاوہ میں منقطع ہوا تھا۔

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کچھ ہی عرصے بعد میں قادیان گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی سے مشرف ہوا"۔ (الفضل ۱۲ رجنوری ۱۹۶۰ء)۔

یہ ۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے۔

(خصوصی ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ)

جماعتی خدمات

۱۹۱۴ء میں بی۔ایس۔سی کا امتحان دے کر سیدھے قادیان آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی آخری بیماری کے ایام میں تیمارداری میں ہمہ تن حصہ لیا۔ حضور کی وفات کے بعد اپنی خدمات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے حضور پیش کر دیں۔ حضور نے آپ کی پیشکش منظور فرماتے ہوئے آپ کا پہلا تقرر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور سائنس ٹیچر کیا جس کی تصدیق صدرانجمن احمدیہ قادیان کے کاغذات میں باقاعدہ طور پر ۱۵ رنومبر ۱۹۱۶ء سے ہوتی ہے۔

(الفضل ۱۰ رجنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۳)

۱۹۱۹ء میں جب پہلی بار حضرت اقدس مصلح موعود نے نظارتوں کی تشکیل فرمائی تو آپ پہلے ناظر بیت المال مقرر ہوئے۔ ۱۵، ۱۶ راپریل ۱۹۲۲ء کی اوّلین مجلس مشاورت سے لے کر جب تک ناظر رہے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۳ زیر نمبر ۲۷)

جولائی ۱۹۲۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے سفر یورپ کے لئے روانگی سے قبل ایک مشاورتی کمیٹی تجویز فرمائی تھی جس کے بارہ ممبروں میں سے چوتھا ممبر آپ کو نامزد کیا اور فرمایا "ماسٹر عبدالمغنی صاحب کی بھی میں قدر کرتا ہوں۔ سلسلہ کے کاموں کے تفکرات کی وجہ سے وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ان کی عمر اتنی نہیں جتنی عمر کے وہ نظر آتے ہیں لیکن مالی معاملات میں اعتراضوں اور تنبیہوں کی وجہ سے وہ جوانی میں ہی بوڑھے ہو گئے ہیں"۔

(الفضل ۲۲ رجولائی ۱۹۲۴ء صفحہ ۶،۵)

۲۶ رمارچ ۱۹۳۹ء کو جلسہ خلافت جوبلی کے پروگرام کی تکمیل کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کے ایک ممبر آپ بھی تھے۔ اس سب کمیٹی کی تجاویز مشاورت ۱۹۳۹ء میں پیش کی گئیں جن پر حضرت مصلح موعودؓ نے فیصلہ جات فرمائے اور انتظامات کی سرانجام دہی کے لئے پانچ رکنی کمیٹی مقرر فرمائی۔ جس کے صدر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تھے اور ایک ممبر آپ بھی تھے۔

(روئیداد جلسہ خلافت جوبلی از حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ناشر مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان)

نظارت بیت المال میں ۱۷ رسال کام کرنے کے بعد ۱۹۳۶ء میں آپ کا تبادلہ ہوا اور آپ ناظر دعوت و تبلیغ مقرر ہوئے۔ یکم نومبر ۱۹۴۵ء کو ۶۰ سال کی عمر ہو جانے پر حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ آپ ریٹائر ہوئے۔ لیکن چارج دینے کے دوسرے ہی روز حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو تحریک جدید میں وکیل التبشیر مقرر فرمایا۔ تقسیم ملک پر جب صدرانجمن احمدیہ کے دفاتر پاکستان آئے تو اول لاہور میں اور بعد ازاں ربوہ میں آپ بیک وقت ناظر دعوت و تبلیغ اور وکیل التبشیر کے فرائض سرانجام دیتے رہے جن سے ۱۹۵۰ء میں آخری مرتبہ سبکدوش ہوئے۔

(الفضل ۱۰ رجنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۳)

مئی ۱۹۵۵ء میں آپ شدید بیمار ہوئے اور ۱۹ راگست ۱۹۵۵ء کو آپ میو ہسپتال لاہور کے امرتسر وارڈ (مغربی سرجیکل) میں داخل کئے گئے۔ اسی دوران آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب (پسر حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حلال پوری) کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ "میرے تمام بھائیوں کو کہہ دیں کہ ممکن ہے کہ اب یہ میر آخری سفر ہو اور میں آپ لوگوں سے اب نہ مل سکوں اس لئے اگر مجھ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو مجھے معاف کر دیں اور میرے لئے دعائیں کرتے رہیں"۔ (الفضل ۳۰ راگست ۱۹۵۵ء)۔

آپ ۴ رستمبر ۱۹۵۵ء کو انتقال کر گئے۔ ۵ رستمبر ۱۹۵۵ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

(الفضل ۶ رستمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۱)

حضرت مصلح موعودؓ کا خراج تحسین

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۳ رستمبر ۱۹۵۵ء خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"مولوی عبدالمغنی خان صاحب بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں اپنی زندگی وقف کی۔ وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قادیان میں ہجرت کر کے آگئے اور پھر وفات تک مرکز ہی میں رہے۔ اور سلسلہ کے مختلف عہدوں پر نہایت اخلاص اور محبت کیساتھ کام کرتے رہے"۔

(روزنامہ الفضل ۲۲ راکتوبر ۱۹۵۵ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا نوٹ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آپ کی وفات پر تحریر فرمایا:

"مولوی صاحب مرحوم غالباً خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۱۹۱۲ء میں اپنے وطن قائم گنج ضلع فرخ آباد یو۔پی سے قادیان ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور پھر ملکی تقسیم کے بعد تک مسلسل خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے۔ نہایت مخلص اور صابر اور شاکر بزرگ تھے۔ نمازوں کے انتہا درجہ پابند اور نماز باجماعت کے دلی شائق تھے۔ صاحب کشف و رؤیا بھی تھے۔ مگر اسکا ذکر کم کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نہایت درجہ اخلاص رکھتے تھے۔ اور سلسلہ کی ہر چھوٹی بڑی خدمت کو بڑی توجہ اور سرگرمی سے ادا کرتے تھے۔ ملکی تقسیم کے بعد انہیں اوپر تلے دو جوان بچوں (ایک لڑکی اور ایک لڑکے) کی وفات کا صدمہ پہنچا۔ مگر اس بندۂ خدا نے اس صدمہ پر اتنے صبر سے کام لیا جو اسی کا حصہ تھا۔ ان کے جوان سالہ لڑکے کی وفات ان ایام میں ہوئی جب حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ وہ اس کا جنازہ لاہور سے ربوہ لا رہے تھے کہ ایک عزیز نے جسے اس کی وفات کا علم نہیں تھا ان سے بچہ کی خیریت پوچھی۔ مولوی صاحب نے جواب میں کہا پہلے حضرت صاحب کی خیریت بتاؤ اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضور خیریت سے ہیں تو بلند آواز سے الحمد للہ کہا اور اس کے بعد پوچھنے والے کو بتایا کہ بچہ کا جنازہ لا رہا ہوں۔

مولوی صاحب مرحوم شروع میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ٹیچر رہے اور کچھ عرصہ بعد جب نظارتیں بنیں تو حضرت صاحب نے انہیں ناظر بیت المال مقرر فرما دیا، جس کام کو انہوں نے بڑی سرگرمی اور توجہ کے ساتھ نبھایا اور اس کے بعد کئی سال تک ناظر دعوۃ و تبلیغ بھی رہے۔ اور انجمن کی طرف سے ریٹائر ہونے پر کچھ عرصہ تحریک جدید میں بھی کام کیا۔ طبیعت بہت نرم پائی تھی اور کسی کی دکھ کی داستان سن کر دل فوراً پسیج جاتا تھا۔ اور ایسے موقعوں پر بعض اوقات اتنی نرمی کر بیٹھتے تھے جو نظم و ضبط کے لحاظ سے درست نہیں سمجھی جاتی تھی مگر یہ کمزوری بھی ان کی شرافت اور رحم دلی کا نتیجہ تھی۔ مزاج میں تصوف کا رنگ تھا اور اردو فارسی ادب کے ساتھ بھی اچھا شغف تھا۔ اور اردو اور فارسی کے بہت سے شعراء کا کلام یاد تھا۔ مزاج میں بہت سادگی تھی اور دوست نواز بھی بہت تھے۔ میں جب بھی ان کے مکان پر جاتا تو بڑی محبت سے مہمان نوازی کا حق ادا کرتے"۔

(روزنامہ الفضل ۱۶ رستمبر ۱۹۵۵ء)

جناب گیانی عباداللہ صاحب کا بیان

جناب گیانی عباداللہ صاحب سکالر سکھ لٹریچر نے چشم دید واقعات کی بناء پر بتایا کہ:

"مجھے حضرت مولوی صاحب مکرم سے ۱۹۳۷ء سے جب کہ آپ نظارت بیت المال سے تبدیل ہو کر ناظر دعوت و تبلیغ مقرر ہوئے، اب تک تعلق رہا۔ اور اس لمبے عرصہ میں مجھے آپ کو قریب سے دیکھنے کے بھی کئی مواقع میسر آئے۔ آپ کی گفتار اور کردار سے ہمیشہ نیکی اور تقویٰ ہی ظاہر ہوا۔

آپ کے دل میں غیر مسلم قوموں میں تبلیغ اسلام کا بہت جوش تھا آپ کی یہ تڑپ تھی کہ ہندوستان کی ہندو اور سکھ وغیرہ غیر مسلم قومیں جلد سے جلد حلقہ بگوش اسلام ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے والی بنیں جو حضور نے غیر مسلم قوموں خصوصاً ہندوؤں اور سکھوں کے اسلام قبول کرنے کے بارہ میں فرمائی ہوئی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمیشہ آپ کی یہ کوشش رہی تھی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اچھے سے اچھا، اعلیٰ سے اعلیٰ ہندی اور گورمکھی لٹریچر شائع ہو تاکہ زبان کی غیریت کی بناء پر ہندو اور سکھ اسلام ایسی نعمت سے محروم نہ رہیں۔ آپ جتنا عرصہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں ناظر رہے آپ کی اس طرف خاص توجہ رہی۔ آپ کو جہاں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے ناظر بیت المال تھے وہاں آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ کے زمانہ میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے ہندی اور گورمکھی کا معیاری لٹریچر کثرت سے شائع ہوا۔

آپ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر "پیغام صلح" کا ہندی اور گورمکھی ترجمہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا جسے ہندوؤں اور سکھوں نے بہت پسند کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے زمانہ میں ہی قادیان سے ہندی کا ماہوار رسالہ "ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے" اور گورمکھی ماہوار رسالہ "سکھوں میں تبلیغ کے لئے" شائع ہوا۔ ان کے زمانہ میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے جتنے بھی گورمکھی میں یا اردو میں سکھوں کے لئے تبلیغی ٹریکٹ یا مضامین شائع ہوئے ان کا بیشتر حصہ آپ ہی کی ہدایات اور نگرانی میں تیار ہوا۔ آپ کا یہ طریق تھا کہ ایک ایک مضمون کو کئی کئی مرتبہ سنتے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ میں اس مضمون میں درج شدہ کوئی شبد سناتا تو آپ اس کے معنی دریافت کرنے کے بعد اس مضمون کی قرآن شریف کی آیت یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر سنا دیتے جسے اس مضمون میں شامل کر لیا جاتا۔

آپ جب بھی احمدی مبلغین کو تبلیغی دوروں پر بھجواتے تو انہیں موقع محل کے مطابق کچھ نہ کچھ نصائح اور ہدایات بھی فرماتے۔ جب مجھے پہلی مرتبہ یوپی اور سی پی کے تبلیغی دورہ پر جانے کا موقع میسر آیا تو آپ نے بڑی محبت اور شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور فرمانے لگے کہ:

"آپ ایک احمدی مبلغ ہیں اور احمدی مبلغ کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ جہاں بھی جائے احمدیت کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کو دور کرے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو احمدی بنائے لیکن اگر کسی وجہ سے آپ لوگوں کو احمدی بنانے میں کامیاب نہیں ہوتے تو پھر آپ کا رویہ ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ احمدیت کے دوست ضرور بن جائیں"۔

(روزنامہ الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء)

ایک تحریر

آخر میں حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب کی تحریر کا ایک نمونہ (جو مستقبل کی احمدی نسلوں کے لئے ایک قابل قدر پیغام کی حیثیت رکھتا ہے) ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آپ نے نظارت بیت المال کی سالانہ رپورٹ (33-1932) کے ابتداء میں بطور تمہید لکھا:

"خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اس مسیح پاک کے زمانہ کو پایا جس کے لئے پیشتر کی امتیں آرزومند تھیں اور حسرت کرتے ہوئے دنیا سے چلی گئیں۔ کیسا فضل و احسان ہے اس ذات باری کا کہ ہمیں یہ زمانہ میسر ہوا اور ہمیں اس جہاد میں شامل کیا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت مسیح موعود والمہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیطان کے مقابلہ میں ہونا مقدر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعہ اور پہلے نبیوں کے نوشتوں میں بتلایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین کے مقابلہ میں شیطان اپنی تمام طاقت کے ساتھ برسرپیکار ہوگا اور یہ شیطان کی آخری جنگ ہوگی جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین غالب آئیں گے اور شیطان کا زور توڑ دیا جائے گا۔

پس اے احمدی جماعت! اس مبارک جنگ کے لئے آخرین منھم کی مصداق ہو کر آنحضرت ﷺ کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے تیرا انتخاب مبارک ہو۔ اس پر جس قدر فخر کیا جائے بجا ہے لیکن جس قدر کسی پر کوئی انعام ہوتا ہے اسی قدر اس پر ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ گو یہ ذمہ داری اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی جو انعام کہ ابدالآباد کے لئے اس صلہ میں حاصل ہوتا ہے۔

یہ جہاد تیر و تفنگ کے ساتھ نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کے لئے ہے کہ اسلام کی ترقی کا راز اس کا ذاتی حسن و کمال اور اس کے پاک تاثیرات ہیں۔ جس نے دنیا کی حالت کا نقشہ بدل دیا تھا اور اسی طرح اب بھی اسلام ترقی کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کر دیا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ برہان تیرہ اور دلائل قاطعہ اور اپنے ذاتی حسن و کمال سے بڑھا اور پھیلا ہے کیونکہ جس نے اس کی خوبیوں کو دیکھا اور اس کا پھل کھایا اسکی نظر میں دنیا و مافیہا ایک نہایت حقیر چیز نظر آئی۔ اس لئے دنیا کی کوئی طاقت یا خوبصورتی ایسی نہ تھی جو اس کے مقابلہ میں مرعوب اور گرویدہ بنا سکے اور دکھلا دیا کہ اس کی ذاتی کشش ہی تھی جو پہلے اور اب دنیا کو اپنا حلقہ بگوش بنائے چلی جا رہی ہے۔ پس یہ خدا کا برگزیدہ دنیا میں آیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں حیرت انگیز تبدیلی کر کے دنیا سے رخصت ہوا۔ اور اپنے بقیہ کام کی تکمیل سنت اللہ کے ماتحت متبعین کے لئے چھوڑ گیا۔

اب اے احمدی جماعت! ہاں وہ جماعت جسے تیرہ سو سال پیشتر سے خدا تعالیٰ نے آخرین منھم کے وعدے کے مطابق صحابہ میں شامل فرمایا ہے تیرا فرض ہے کہ تو غور کرے کہ کس قدر انعام و احسان ہے کہ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے کام کے لئے تجھے چنا ہے تا دیکھے کہ تو بھی صحابہ کی پہلی جماعت کی طرح کس حد تک اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے۔

جس کے ہمدوش ہونے کا تجھے دعویٰ ہے اور جن کے کارہائے نمایاں مخفی نہیں انہوں نے خدا کی راہ میں اسلام کی خاطر اپنی عزیز سے عزیز چیز، جان و مال، عزیز و اقارب قربان کر دینے میں کوئی دریغ نہیں کیا اور جو کام ان کے سپرد ہوا کما حقہ انجام دے کر رضی اللہ عنہم کی تا قیامت دعائیں لیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

اب اس جماعت کے کام کرنے کا وقت آیا ہے۔ اس نے بھی خدا کے مرسل اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد باندھا ہے آؤ دیکھیں اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے کیا کچھ کوشش کی ہے۔

اس وقت ہم سے جانوں کا مطالبہ نہیں ہے۔ اس جہاد میں صرف مالی قربانی کا مطالبہ ہے۔ وہ بھی تمام مال نہیں، اس میں سے کچھ حصہ بقدر سولھویں حصے کے۔ اگر دیکھا جائے تو اس مالی قربانی کے مطالبہ کو پہلے نظائر کے پیش نظر قربانی کہنا ہی قربانی کی ہتک ہے۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کا مزید احسان ہے کہ ہماری اس حقیر سی مالی پیشکش کو قربانی قرار دے دیا گیا ہے"۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت)

☆......☆......☆

ایک سوال اور اس کا جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک دفعہ پاکستان کا ایک ملاں سوال و جواب کی مجلس میں آیا اور اس نے بڑے طنز کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ سوال اٹھایا کہ مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ میری مریمی حالت ہو گئی اور اس مریمی حالت میں میں بہت تکلیف میں سے گزرا اور پھر میرے روحانی بچہ ہوا اور وہ مسیح ہے جو میں ہوں تو بتائیے کہ ان کے اوپر کیا گزری، مرزا صاحب کے کس طرح بچہ ہوا ہوگا اور کس طرح حمل ٹھہرا؟ کس کا حمل تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس نے بہت نمک مرچ لگایا اور بڑے نخروں کے ساتھ یہ اعتراض اٹھایا۔ بڑی بھاری مجلس تھی۔ سینکڑوں آدمی اس میں شامل تھے اور اس نے مجلس کے مزاج کو بگاڑنے کے لئے بہت ہی طنز کے ساتھ کام لیا۔

میں نے اس سے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے بات ختم کر لی ہے تو اب مجھ سے میری بات سن لیجئے۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مومنوں کے لئے دو عورتوں کی مثالیں ہیں ایک مریم کی اور ایک امرأۃ فرعون کی۔ تو آپ نے اپنے لئے اعلیٰ مثال تو نہیں چنی اس پر تو آپ نے مذاق شروع کر دئے ہیں۔ مریم کی مثال تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رہنے دی۔ تو اگر آپ مومن ہیں تو آپ کے لئے اس بات سے مفر نہیں ہے کہ اعلیٰ مثال نہیں چنتے تو کم از کم ادنیٰ مثال ہی اپنے اوپر صادق کر کے دکھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مریمی حالت میں سے گزر کر اس روحانی پاکبازی کا نمونہ دکھایا جس میں شیطان کے مس کے بغیر روحانی اولاد نصیب ہوتی ہے اور کوئی ذاتی تمنا، کوئی ذاتی خواہش، کوئی گندہ جذبہ جو شیطان سے نکلتا ہے اس روحانی ولادت میں کارفرما نہیں ہوتا ورنہ ہزارہا لوگ ایسے ہیں جن کو تمنا ہوتی ہے کہ وہ روحانی ترقی کریں نفس ان کو دھوکے دیتا ہے، کئی قسم کے توہمات الہام بن جاتے اور کئی قسم کے پیغامات کے غلط مطلب نکالتے اور اپنے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی مثال مریمؑ کی سی ہے۔ مریم نے کسی ناپاکی کے خیال کو دل میں نہیں آنے دیا اور اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس کو ایک روحانی بچہ عطا فرمایا تو مومن کی ہر ترقی دل کی پاکیزگی سے وابستہ ہوتی ہے اس میں غیر اللہ کا اور شیطان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو وہ کامل مومن ثابت کر دکھایا جس کی اعلیٰ مثال مریم کی سی ہے آپ اس کو قبول نہیں کرتے اب میں آپ کے الفاظ میں پوچھتا ہوں کہ آپ اگر فرعون کی بیوی بنتے ہیں تو فرعون نے آپ کو کیا کیا اور آپ پر کیسی کیسی واردات گزری۔ جس طرح آپ نخروں سے مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے اور مجھ سے پوچھ رہے تھے اب اسی مجلس میں آپ اپنی داستانیں سنائیے۔ اچانک مجلس کا مزاج اس کے اوپر الٹ گیا۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہنسنے کی تیاری کر رہے تھے وہ مولوی صاحب کی طرف دیکھتے تھے اور ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ اب یہاں سے بھاگ جاؤ۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

ذکر الٰہی کی تحریک

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۲ ماہ اخاء / اکتوبر ۱۳۲۶ ہش / ۱۹۴۷ء کو مجلس عرفان میں ایک پر معارف تقریر کے ذریعہ احمدیوں کو ذکر الٰہی اور نماز باجماعت کی خاص تحریک کی۔ چنانچہ فرمایا:

"ہمیں تو ایسے رنگ میں اپنے اعمال کو ڈھالنا چاہئے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دے۔ پھر نماز سے پہلے اور پیچھے ذکر الٰہی کرنے میں بھی بہت غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔ نماز سے پہلے جو وقت امام کے انتظار میں گزارا جاتا ہے اس کو بالعموم ادھر ادھر کی باتوں میں گنوا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ وقت ایسا ہی ہوتا ہے جیسے جہاد کا وقت۔ ذکر الٰہی سے دماغ صاف ہوتا ہے فرشتوں سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور نفس کی کمزوریاں دور ہوتی ہیں۔ پس ذکر الٰہی کی عادت ڈالو۔ اپنے وقتوں کو صحابہ کے رنگ میں گزارو، ورنہ وہ برکتیں دیر تک پیچھے پڑتی ہی جائیں گی جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔ ان فتنوں کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہم پر نازل ہو۔ پس خدا کے فضل کے جاذب بنو اور دعائیں کرو کہ قوم کے اندر اتحاد، قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا ہو"۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵، ۳۳۶)

عادت ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

خطبہ جمعہ

مومن کا نماز میں خشوع اختیار کرنا فوزِ مَرام کے لئے پہلی حرکت ہے

خدا کی خشیت سے رونے والا شخص جہنم میں داخل نہیں ہوسکتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۹/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۹/ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لاَ يُشْرِكُوْنَ. وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآاٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ﴾. (سورۃ المومنون آیات ۵۸ تا ۶۲)

ان آیات میں بھی خشوع و خضوع اور خشیت کا مضمون ہی چل رہا ہے جو اس سلسلۂ خطبات کی ایک کڑی ہے اور آج کے خطبے کے لئے بھی میں نے اسی مضمون کو جاری رکھا ہے جب تک اللہ کی مرضی ہے یہی چلتا رہے گا۔ جن آیات کی تلاوت کی گئی ہے ان کا بامحاورہ ترجمہ پہلے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یقیناً وہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کے خوف سے وہ کانپتے ہیں یعنی رب کا خوف طاری ہو تو ان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے نشانات پر ایمان لاتے ہیں۔ آیات پر تو ایمان لاتے ہی ہیں لیکن آیات کا ایک معنٰی نشانات ہیں اور مضمون یہ ہے کہ اپنے رب کی خشیت سے، اس کے نشانات دیکھ کر ان کے بدن پہ لرزہ طاری ہوتا ہے۔ جب بھی وہ کوئی نشانات دیکھتے ہیں جو ان کے گردوپیش اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ان کے بدن لرز اٹھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لاَ يُشْرِكُوْنَ یہ انہی نشانات کا فیض ہے کہ وہ شرک کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے لئے ناممکن ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف ان نشانات کو منسوب کر دیں۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآاٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ یہاں اس آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ وہ دیتے ہیں جو ان کو عطا کیا جاتا ہے اور نہ کسی مال کا ذکر ہے بلکہ یہ عجیب ایک دلکش طرز بیان ہے کہ فرمایا وہ لوگ يُؤْتُوْنَ مَآاٰتَوْا وہ دیتے ہیں جو وہ دیتے ہیں یعنی خدا کی خشیت سے جو بھی وقت کی ضرورت ہو وہ اس میں سے خرچ کر دیتے ہیں یعنی دماغ، دل، تمام وہ قوتیں جو ان کو عطا کی گئیں، وہ علوم جو ان کو بخشے گئے۔ جو بھی اس وقت ضرورت کے مطابق مناسب حال ہو وہ دے دیتے ہیں۔

وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اور اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل خوف سے کانپ رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے حضور لوٹ کے جانے والے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ یہی وہ لوگ ہیں جو خیرات میں تیزی سے آگے بڑھتے ہیں، نیک کاموں میں بہت تیزی سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اور وہ اس میں سبقت لے جانے والے لوگ ہیں یعنی نیکیوں میں سبقت لے جانے والے۔

اسی تعلق میں یعنی خشیت اور خضوع کے مضمون میں میں نے ایک حدیث شروع کی تھی جو مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فَضْلُ اِخْفَآءِ الصَّدَقَةِ سے لی گئی ہے اس حدیث میں جو باتیں بیان ہوئی تھیں ان میں سے کچھ باتیں بیان ہو گئی تھیں اور کچھ باقی رہتی تھیں تو ایک بات تو بیان ہو چکی تھی باقی پانچ باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں تفصیل سے روشنی نہیں ڈال سکا وہ یہ ہیں۔ پوری حدیث یہ ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس دن اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ سات آدمیوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل۔ یہ امام عادل تک میں نے پچھلے ایک خطبے میں مضمون بیان کر دیا تھا اس کے بعد جو چھ دوسرے ایسے خوش نصیب ہیں جن کو جب کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اللہ کا سایہ نصیب ہوگا، وہ یہ ہیں۔

دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی، عموماً بڑھاپے میں تو عبادت کی توفیق اکثر لوگوں کو یا کئی لوگوں کو مل ہی جاتی ہے جوانی میں اگر عبادت کی توفیق ملے تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک امتیاز ہے۔ **پس وہ شخص جس کی جوانی عبادت میں کٹی ہو اللہ اس پر محبت کی نگاہیں ڈالتا ہے اور جس دن کوئی اور سایہ نہ ہو اس کی یہی نیکی اللہ کے سائے کے طور پر اس کے سر پر تان دی جائے گی یعنی نیکی سایہ بن جائے گی۔**

تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ خواہ وہ بچہ ہے جوان ہے یا بوڑھا ہے اس کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت ہوگا اور میں وہاں پہنچوں گا اور کوئی دنیا کا خیال اسے مسجدوں سے غافل نہیں رکھتا یا دنیا کے کاموں کی مشغولیت اسے مسجد سے الگ نہیں کرتی یعنی مجبوراً الگ ہو بھی جائے تو دل اٹکا رہتا ہے۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے یہ فرمایا کہ دل اس کا وہیں اٹکا رہتا ہے۔ نہ بھی پڑھ سکے تو یہ خیال گزرے گا کہ اب فلاں وقت ہو گیا ہے نماز کا اگر مجھے توفیق ہوتی تو میں مسجد میں جا کر نماز پڑھتا۔

چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر متحد ہوئے اور اسی کی خاطر ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ یعنی جن کے آپس میں ملنے جلنے کا مقصد سوائے اللہ کی محبت کے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ ان کی دوستی کا صرف اللہ ہی مرکز ہے۔ اللہ کی خاطر وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جب ملتے ہیں تو اللہ ہی کی باتیں کرتے ہیں، جب جدا ہوتے ہیں تو اللہ ہی کی باتیں کرتے ہوئے جدا ہوتے ہیں۔ یہاں یہ خاص قابل توجہ بات ہے کہ ایک دوسرے سے اسی محبت کی بناء پر جدا بھی ہوتے ہیں یعنی اللہ کی محبت کا تقاضا جہاں یہ ہو کہ اب تم الگ الگ ہو جاؤ تو پھر وہ الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ بعض صوفی منش لوگ بعض دفعہ ساری ساری رات آپس میں مجلس لگائے رکھتے ہیں اور گھر میں بیوی کا خیال ہی نہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان تمام باتوں کی باریکیوں سے ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ اللہ کی خاطر ملنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جب اللہ کی محبت تقاضا کرے کہ جدا ہو جاؤ تو جدا نہ ہوں۔ اگر جدائی کے وقت جدا نہ ہو تو ملنے کا جو عذر تھا کہ اللہ کی خاطر ملے ہیں وہ بھی جھوٹا ہے۔ جو اللہ کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ کی خاطر جدا بھی ہو جاتا ہے۔

پانچویں وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کے لئے بلایا لیکن اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ یہاں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے جن کی ساری زندگی ایک پاک بازی کا نمونہ تھی اور بالخصوص وقت کی ایک بہت خوبصورت عورت کے ذریعے آپ آزمائے گئے تھے اور اس سے بچنے کی وجہ سوائے اللہ کے خوف کے اور کوئی نہ تھی اور اسی لئے ساتھ بااقتدار بھی فرمایا۔ بااقتدار فرمانے میں ایک تو حضرت یوسف کے واقعہ کی طرف اشارہ واضح ہو جاتا ہے کیونکہ وہ عزیز مصر کی بیوی تھی اور اسے اقتدار نصیب تھا۔ پس اقتدار کہنے میں ایک اور حکمت یہ ہے کہ ویسے کوئی خوبصورت عورت ہو اس سے انسان عام حالات میں خدا کی خاطر بچ سکتا ہے مگر اگر اسے اقتدار بھی ہو اور یہ ڈر ہو کہ وہ بچنے کے نتیجے میں سزا بھی دلوا سکتی ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے معاملہ میں ہوا کہ اس بااقتدار عورت نے آخر ان کو سزا دلوا کے چھوڑی اور یہ واقعہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حضرت یوسفؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عام اس بات کا بھی اشارہ کر رہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی صاحب اقتدار سے بھی بچ کے رہے تو یہ حقیقی پاکیزگی ہے۔

چھٹے وہ شخص، وہ سخی انسان جس نے پوشیدہ طور پر اللہ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ اب یہ محاورہ ہے ورنہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ایک انسان اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ دے رہا ہو اور بائیں کو پتہ نہ ہو۔ بائیں کو تو پتہ لگتا ہی ہے۔ یہ تو ایک اندرونی ایسا مواصلاتی نظام اللہ نے قائم فرمایا ہوا ہے کہ پاؤں کی انگلی بھی ہلے تو سارے بدن کو علم ہوتا ہے کہ پاؤں کی انگلی ہلی ہے۔ یہ مواصلاتی نظام جو اندرونی مواصلاتی نظام ہے یہ ناکام ہو جائے یا بیمار ہو جائے تو پھر نہیں پتہ چلتا۔ تو یہاں تو کسی بیماری کا ذکر نہیں ہے ایک تعریف کا کلمہ ہے۔

دائیں ہاتھ سے خرچ کرے تو بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو اس میں محاورے کے علاوہ بھی کچھ معانی مخفی ہیں۔ دایاں ہاتھ اگر آنکھیں رکھتا تو بائیں ہاتھ کو دیکھ نہیں سکتا، بایاں ہاتھ اگر آنکھیں رکھتا تو دائیں ہاتھ کو

دیکھ نہیں سکتا۔ تو یہ نہ دیکھ سکنے کا مضمون اندھیرے کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور واقعۃً آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کا یہ حال تھا جس حال کے متعلق احادیث بوضاحت روشنی ڈال رہی ہیں کہ بعض دفعہ وہ رات کو صدقہ و خیرات کے لئے نکلتے تھے اور اس اندھیرے کے نتیجے میں وہ لوگوں سے چھپتے تھے تو بائیں ہاتھ سے مراد یہاں دوسرے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جن سے وہ چھپ کر صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے، اور اندھیرا ایسا ہوتا تھا کہ یہ بھی نہیں پتہ چلتا تھا کہ کس کو دے رہے ہیں۔ چنانچہ صبح کے وقت لطیفے کے طور پر یہ بات مشہور ہو جاتی تھی کہ ایک شخص نے ایک امیر آدمی کو رات کو کچھ پکڑا دیا۔ اب لطف کی بات یہ ہے کہ اگر اس کو پکڑایا تھا تو اس کو چاہئے تھا کہ انکار کر دیتا کہ میں تو امیر آدمی ہوں، کھاتا پیتا ہوں اور میں یہ قبول نہیں کروں گا لیکن اس میں دوسری خوبی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ شکریہ لینے کی خاطر ٹھہرتے نہیں تھے اور تیزی سے نکل جایا کرتے تھے اور چونکہ اندھیرا ہوتا تھا اس لئے ان کا پیچھا کرنا بھی ممکن نہیں ہوا کرتا تھا اور اندھیرے میں پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیا پکڑایا گیا ہے۔ وہ دیکھنے والا جب تک دیکھتا کہ یہ کیا چیز مجھے دے دی گئی ہے اس وقت تک وہ نظروں سے غائب ہو جایا کرتا تھا۔ تو یہ مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پہلو سے بیان فرمایا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت کی بناء پر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں کے سامنے تو آنسو جاری ہو بھی جایا کرتے ہیں مگر جب انسان بالکل تنہا ہو، کوئی بھی نہ ہو اس وقت اگر خدا کی محبت میں آنسو بہیں تو وہ آنسو سب سے زیادہ پیارے آنسو ہیں کیونکہ خدا کے سوا انہیں کوئی دیکھنے والا نہیں۔

ایک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں مذکور ہے جو ترمذی کتاب فضائل الجہاد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **خدا کی خشیت سے رونے والا شخص جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ دودھ واپس تھنوں میں لوٹ جائے**۔ اب اس مثال میں کیا تصویر کشی فرمائی گئی ہے۔ دودھ جو ماں کا دودھ بچے کی چیخ و پکار پر اس کی خاطر تھنوں سے نکل جاتا ہے اس کی واپسی ممکن نہیں ہوا کرتی۔ تو اللہ کی رحمت کا دودھ ہے وہ جب اترتا ہے تو واپس نہیں ہوا کرتا اور چونکہ بچے کے رونے اور چلانے پر دودھ اترا کرتا ہے اس لئے اس انسان کے آنسوؤں پر جو محض اللہ کی خاطر رویا ہے اللہ کی رحمت کا دودھ اترتا ہے۔ پس مثال دی کہ اگر تم نے کبھی دیکھا ہو کہ ماؤں کے تھنوں میں دودھ واپس چلا گیا ہے تو پھر یہ وہم کر سکتے ہو کہ اللہ کی رحمت جو اتر چکی ہو اپنے پیارے پر وہ اس کی طرف واپس لوٹ جائے، یہ نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا اسی طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں اڑایا جانے والا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔ وہ غزوے میں شامل جیالوں کے دستے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے پیچھے دشمن پر جھپٹا کرتے تھے تو ان کے گھوڑوں کے سموں سے غبار اڑا کرتی تھی اس غبار میں چھپتے تھے یعنی الگ چھپنے کی جگہ نہیں تھی مگر اس تیزی سے جھپٹتے تھے کہ غبار بھی ساتھ ساتھ اڑتی چلی جاتی تھی اور دشمن کو صرف ایک غبار دکھائی دیتی تھی یہاں تک کہ وہ اس کے دستوں میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ یہ قرآن کریم میں بھی ایک سورۃ میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے فرمایا وہ غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔ جہنم کا دھواں بھی ایک غبار ہی تو ہے جس میں ایک چیز چھپ جاتی ہے تو فرمایا یہ دو اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

پس اس غبار کا ایک منظر تو ہم نے بھی گزشتہ زمانوں میں ربوہ میں دیکھا ہوا ہے۔ بعض دفعہ اتنی خشک سردی پڑا کرتی تھی کہ غبار ایک معمولی سی پاؤں کی دھمک سے بھی اڑتی تھی اور جلسے کے دنوں میں مجھے یاد ہے نزلہ، زکام، کھانسی تو اس غبار سے ہو ہی جایا کرتا تھا مگر کپڑے گندے ہو گئے اور چہرے پہ غبار پڑ گئی۔ کسی نے حضرت مصلح موعودؓ سے شکایت کی کہ گرد و غبار کی وجہ سے یہ حال ہو جاتا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا مبارک ہو۔ یہ غبار جو تمہارے چہروں پر پڑتی ہے اور کپڑوں کو میلا کرتی ہے یہ تمہیں جہنم سے بچنے کی خوشخبری دے رہی ہے۔ یہ بھی وہ غبار ہے جس غبار کے ساتھ جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہ ہو سکنے کا مضمون ایک رنگ میں ہمارے زمانے میں بھی دوہرا لیا گیا ہے اور ہم دیکھتے رہے ہیں اس کو۔

ایک اور حدیث اسی تعلق میں مسلم کتابُ الایْمَان بابُ الاِسْلَامِ مَا هُوَ وَ بَیَانُ خِصَالِه سے لی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا باب ہے جس میں الاسلام اور اس کا بیان اور اس کی خصلتوں کا بیان ہے۔ ایک سوال کرنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، احسان کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ کی خشیت اختیار کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔ یہ مضمون احسان کا قرآن کریم میں بھی بکثرت بیان ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسے مختلف پہلوؤں سے بیان فرمایا ہے۔

یہاں خشیت کے تعلق میں یہ بیان ہے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ **انسان اگر اپنے آپ کو بھی دیکھ رہا ہو اور پھر یہ محسوس کرے کہ خدا کو دیکھ رہا ہے تو اس سے خشیت پیدا ہوتی ہے** ورنہ اپنا سب کچھ چھپائے پھرتا ہے۔ اور اگر وہ یہ سمجھے کہ خدا دیکھ رہا ہے تو بعض دفعہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اللہ گواہ ہے میں تو ٹھیک ٹھاک ہوں۔ اللہ دیکھتا ہے کہ مجھ میں تو کوئی بھی خرابی نہیں۔ تو ایسے شخص کے دل میں خشیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بارہا مجھے اس کا تجربہ ہوا ہے جب میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ دیکھو تم نے یہ حرکت کی ہے تو کہتے ہیں آپ کو کیسے پتہ خدا گواہ ہے، اللہ جانتا ہے میرے دل میں تو یہ بات نہیں اور قرآن کریم ایسے لوگوں کی بکثرت مثالیں بیان فرماتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہؓ ان کی غلطیوں کی طرف اشارہ کرتے تھے تو قسمیں کھایا کرتے تھے اللہ کی قسمیں کھا کر یہ کہتے تھے کہ ہرگز یہ بات نہیں تھی ہم تو بڑے نیک ارادے رکھتے تھے اور آپ لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔

پس اللہ کے حلف اٹھانے سے، اللہ کی قسمیں کھانے سے یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص خدا کو دیکھ رہا ہے اس حال میں کہ اس کے دل پر خشیت طاری ہو۔ ایک ہی شرط ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی دیکھ رہا ہو اور جو اپنے آپ کو دیکھ رہا ہو اس کے دماغ میں تکبر کا کیڑا بھی نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی بری حرکت کرتے ہوئے یا چوری کرتے ہوئے دیکھ لے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو اس شخص کے رعب سے جتنا بھی وہ رعب ہے اس کے دل میں خشیت طاری ہو گی لیکن کوئی دیکھ رہا ہو اور پتہ نہ لگے کہ کوئی کیا کر رہا ہے مجال ہے جو کسی قسم کی خشیت اس پر طاری ہو۔

پس یہ مضمون اس پہلو سے غور سے سمجھنے کے لائق ہے کہ احسان کی ایک تعریف یہ فرمائی گئی ہے کہ ایک شخص اللہ کو دیکھ رہا ہو، گویا دیکھ رہا ہو کہ وہ اپنے نفس کو بھی دیکھ رہا ہو اور جانتا ہو کہ اس حالت میں جب بھی اللہ کی نظر پڑی میں پکڑا گیا اس کے نتیجے میں جسم پہ لرزہ طاری ہو جائے گا۔ پس لرزہ طاری کرنے کا مضمون کوئی اتفاقی نہیں ہے اس کی جڑیں گہرے مطالب میں ہیں۔ چنانچہ فرمایا اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا۔ بسا اوقات ایک انسان کسی کو نہیں دیکھ رہا ہوتا مگر کوئی غیب میں اسے دیکھ رہا ہوتا ہے اس سے بھی ڈرتا ہے۔ آج کل انگلستان میں مختلف جو سٹور ہیں، بڑی بڑی دکانیں ہیں ان پہ ایسے کیمرے لگ گئے ہیں کہ ایک انسان دیکھ نہیں سکتا کہ کون اسے دیکھ رہا ہے مگر غائب آنکھیں اسے دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ پس اگر دکاندار کو آنکھوں کے سامنے دیکھے تو اسے کے سامنے تو چوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس وجہ سے بھی وہ بچتا ہے کہ دیکھ رہا ہے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ کون ہے؟ وہ نہیں جانتا، غائب میں ہے۔

پس یہ مفہوم ہے دوسرا احسان کا کہ یہ خیال رکھے کہ اللہ کی نظر اس پر ہر حال میں رہتی ہے۔ وہ ظاہری طور پر یا باطنی طور پر اسے دکھائی نہ بھی دے تو یہ احساس ضرور ہے کہ وہ اسے ضرور دیکھ رہا ہے اور اس دیکھنے پر صرف کامل اور سچے متقی کو ہی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ کہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی پاک ہے وہ جو ہر حال میں مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بالارادہ اس نے کبھی کوئی بھی خدا کی نافرمانی کا قدم نہیں اٹھایا، نہ خدا کی نافرمانی کی باتیں سوچیں اور اس کامل یقین کے ساتھ وہ کہہ رہا ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی پاک ہے میرا اللہ، پاک ہے وہ ذات جو ہر حال میں مجھے دیکھ رہی ہے۔ اور دیکھنے کا مفہوم جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں یہاں محبت اور پیار اور حفاظت کی نظر ڈالنا بھی ہے۔ تو پاک ہے وہ ذات جو ہر حال میں مجھ پر حفاظت کی نظر ڈالتی ہے، مجھے کمزوریوں سے بچاتی ہے، مجھے دشمنوں سے نجات دیتی ہے اور دشمنوں سے میری حفاظت فرماتی ہے۔ تو فرمایا اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے یہ وہ شخص ہے جو احسان کرنے والا ہے۔

عَمَّارْ بن یَاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں ایک لمبی روایت ہے جس میں انہوں نے ایک دعا کا ذکر کیا ہے جس کا تعلق اس مضمون سے ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اُس دعا کا اس حدیث میں ذکر کرتے ہیں جو یہ تھی، اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ اے میرے اللہ میں تیری خشیت طلب کرتا ہوں غیب میں بھی اور شہادۃ میں بھی۔ اس نے اس مضمون کو بہت وضاحت سے بیان فرما دیا جو میں نے ابھی آپ کے سامنے رکھا ہے اور یہ حدیث اسی مضمون کو قوت بخش رہی ہے۔ اور ایک زائد بات اس میں یہ ہے کہ اس بات کی دعا بھی تو کیا کرو ورنہ بغیر دعا کے از خود تمہیں یہ برکت نصیب نہیں ہو سکتی، یہ سعادت نصیب نہیں ہو سکتی کہ تم جب دیکھو خشیت محسوس کرو۔

تو اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ جب تو دکھائی نہیں بھی دے رہا ہوتا میں جانتا ہوں کہ تو غیب میں ہے اور ہر حال میں انسان خدا تعالیٰ کو شعوری طور پر محسوس نہیں کرتا کہ وہ موجود ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کی زندگی سوائے ان اولیاء کے جو

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize	100,000 rp
Second Prize	50,000 rp
Third Prize	25,000 rp

For further details write to:

The Manager

175, Merton Road .London

SW18 5EF. U.K.

خدا کے ساتھ رہنے اور ہمہ وقت رہنے کے عادی ہوتے ہیں، عام انسان کی زندگی کٹھن ہو جائے۔ بعض بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو ماؤں سے کہتے ہیں ہمارے ساتھ نہ پھرو، باپوں سے کہتے ہیں ہر وقت نہ ہمارے ساتھ رہا کرو کچھ تو ہمیں آزادی کے سانس لینے دو، ہم الگ ہو کے بھی جی کے دیکھیں۔ تو پیاروں کے ساتھ رہنا بھی ایک حد تک اچھا لگتا ہے پھر برا لگنے لگ جاتا ہے تو اس لئے خدا کے ساتھ رہنے کا جو مضمون ہے اس پر یہ حدیث روشنی ڈال رہی ہے کہ **اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اپنا غیب میں بھی ساتھ عطا فرمائے تو ایسا ساتھ عطا فرمائے کہ اس کے نتیجے میں خشیت پیدا ہو** یعنی بے حیائی نہ ہو۔

چنانچہ قرآن کریم کی ایک اور آیت ایسے گناہ کا ذکر کرتی ہے جو جنب اللہ میں کیا گیا۔ ہر وقت اللہ ساتھ رہتا ہے مگر جسارت ہے اس کے باوجود بھی گویا اس کے پہلو میں چل رہا ہے اور گناہوں کی جسارت کر رہا ہے۔ تو فرمایا کہ غیب میں بھی خشیت عطا فرما اور شہادہ میں بھی۔ جب ہم سمجھیں کہ تُو پاس نہیں ہے اس وقت تیری خشیت ضرور نصیب ہو اور جب جانتے ہوں کہ تو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے تب بھی تیری خشیت نصیب ہو۔ تو اس دعا پر اس حدیث کے مضمون کی تان ٹوٹتی ہے یعنی اس سے اوپر پھر اور کوئی مضمون بیان نہیں ہو سکتا کہ انسان اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالتے ہوئے اللہ ہی سے التجا کرے کہ وہ اسے یہ توفیق عطا فرمائے۔ اگر اللہ کی توفیق عطا نہ ہو تو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

اب ایک مضمون خشیت کا علم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس مضمون پر ابی الدرداء کی ایک روایت ہے جو ترمذی کتاب العلم باب ما جآء فی ذھاب العلم میں دی گئی ہے۔ حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے فرمایا، ایسی گھڑی بھی آنے والی ہے جس میں علم لوگوں سے چھین لیا جائے گا، ایک ایسی گھڑی آئے گی کہ لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ اب اگر اللہ علم چھین لے تو پھر کیا باقی رہ جاتا ہے۔ کسی انسان کا اختیار کیا ہے کہ وہ اس علم کو زبردستی چمٹے رہے۔ تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا تو ساتھ فرمایا وہ اس میں سے کسی بات پر بھی قدرت نہیں رکھیں گے یعنی علم کے کسی پہلو پر بھی ان کو مقدرت نہیں ہو گی۔

یہ ایک بڑی تعجب والی بات تھی کہ ایسی گھڑی کیسے آسکتی ہے کہ اللہ علم کو چھین لے جب کہ لوگ علم کو چمٹنا چاہیں اور علم کی حفاظت کرنا چاہیں۔ یہ ایک خیال زیادؓ بن لبید انصاری کے دل میں گزرا تو انہوں نے عرض کی ہم سے علم کیسے چھین لیا جائے گا جب کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے اور ہم ضرور اسے پڑھتے رہیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی ضرور پڑھائیں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اے زیاد تیری ماں تجھے گم کر دے میں تو تجھے مدینے کے فقہاء میں سے سمجھا کرتا تھا۔ زیاد کے متعلق یہ بیان ان کی علمی شان اور تفقہ کو بھی ظاہر فرما رہا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تم اس بات کو نہیں پا سکے جو میں نے بیان کی ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے اگر تم بھی نہیں سمجھو گے تو پھر باقی لوگ کیسے سمجھیں گے۔ ایک آدمی جو بہت فقیہہ ہو اور بہت سمجھ دار ہو وہ نہ سمجھے تو کہتے ہیں لو جی تم بھی نہیں سمجھتے تو پھر اور کیا سمجھیں گے۔ تو اس رنگ میں آپؐ نے فرمایا۔ اور ماں گم کر دے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی بددعا ہے۔ یہ عرب محاورہ تھا کہ تیری ماں تجھے کھو دے یعنی ماں جب کھو دے تو اسے بہت تکلیف پہنچتی ہے تو شاید اس محاورے کا یہ مطلب ہو کہ تم ایسی بات کر رہے ہو کہ تمہارے پیاروں کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے تو ایسی باتیں نہ کیا کرو کہ تم سے محبت کرنے والے محسوس کریں گویا انہوں نے تمہیں گم کر دیا ہے۔ بہرحال اس پر آپؐ نے فرمایا اے زیاد تری ماں تجھے کھو دے میں تو تجھے مدینے کے فقہاء میں شمار کرتا تھا اور آگے مثال کیسی عمدہ دی ہے دیکھو یہ تورات اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں، وہ اس کا درس بھی دیتے ہیں، وہ پڑھتے بھی ہیں۔ بڑے بڑے مدارس جاری ہیں، بڑے بڑے فقہاء ان مدارس میں تقریریں کرتے ہیں مگر ان کو کیا فائدہ دیتی ہیں، کچھ بھی نہیں۔

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو دوسری احادیث میں مثال بیان فرمائی ہے کہ میری امت پر بھی وہ وقت آجائے گا جیسا یہود کی امت پر اور نصاریٰ کی امت پر مجھ سے پہلے آیا تھا اسی کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ کیا چیز تھی جو ان کے دل میں نہیں رہی تھی خوفِ خدا۔ جب خوف اٹھ جائے گا، خشیت جاتی رہے گی تو علم کی بھرمار ہو، طومار لگے ہوں وہ کچھ بھی اس قوم کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے جن کے دلوں سے خوف خدا اٹھ چکا ہو۔ زبیر کہتے ہیں میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا کہ تم نے سنا ہے کہ تیرا بھائی ابوالدرداء کیا کہہ رہا ہے۔ پھر میں نے ابوالدرداء کی یہ ساری روایت عبادہ بن صامت کو بتائی۔ عبادہ نے کہا ابوالدرداء نے سچ کہا ہے اگر تو پسند کرے تو میں تجھے وہ پہلا علم بتا دیتا ہوں جو لوگوں سے چھین لیا گیا یا چھین لیا جائے گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ معلوم کر لو وہ علم کیا ہے جو چھین لیا جائے گا۔ فرمایا وہ خشوع ہے۔

اللہ کے حضور خشیت کے ساتھ جھک جانا، اس کے آگے خاک پہ بچھ جانا یہ وہ علم ہے جو قرآن کریم کی رو سے علم کہلاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں وہ وقت آتا ہے کہ تُو ایک جماعت کی مسجد میں داخل ہو گا تو اس میں ایک شخص بھی خشوع کرنے والا نہ پائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورۃ الفاطر: ۱۹) کہ اللہ سے تو صرف اور صرف اس کے بندوں میں سے علماء ڈرتے ہیں۔ تو جو ڈرتے نہیں ہیں وہ علماء نہیں ہیں۔ علم نہیں چھینا گیا وہ خوف چھینا گیا جو علم کی روح ہے۔ کیسے لطیف انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر فرمائی۔ ورنہ اب غیر علماء بھی ڈرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مگر فرمایا علم ہے ہی خشوع کا دوسرا نام۔ جسے علم ہو اس کے دونوں پہلو ہونے لازم ہیں۔ اللہ کا بھی علم ہو اور اپنی ذات کا بھی علم ہو۔

یہ دنیاوی علماء مراد نہیں ہیں جنہوں نے عربی گرامریں پڑھی ہوں یا قرآن کریم کو مجلسوں میں پڑھا ہوا ہو ان سے یہ علم عطا نہیں ہوا کرتا۔ اللہ کے نزدیک علماء وہ ہیں جو ظاہری علوم نہ رکھنے کے باوجود باطنی طور پر سب سے بڑے عالم ہوں۔ اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر غور کر لو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کن مجلسوں میں تعلیم پائی تھی، کہاں مختلف زبانوں کے علوم حاصل کئے تھے، کہاں سائنس پڑھی تھی، کہاں دنیا کے عجائبات پر غور کیا، ان کو دیکھا، کچھ بھی نہیں۔ اُمّی تھے اور دنیا کے سب علماء سے بڑھ کر عالم اس لئے کہ اللہ کی خشیت تھی دل میں۔ **اور خشیت کے نتیجے میں صرف خدا کا خوف اور اپنے نفس کی معرفت ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ وہ علوم عطا فرمایا کرتا ہے جو ہر زنگ اور بدی سے پاک ہوتے ہیں۔** اس لئے واقعۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب عالموں سے بڑھ کر عالم تھے۔ نہ آپؐ سے پہلے کوئی ایسا عالم گزرا، نہ آئندہ کبھی قیامت تک ایسا عالم پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کو پڑھ کر غور سے دیکھ لیں اس کثرت سے علوم کا بیان ہے جو پہلے گزر گئے تھے، جو بعد میں آنے والے تھے قیامت تک آنے والے علوم کا اور قیامت کے بعد ظاہر ہونے والے علوم کا، ازل کا علم ہے جو قرآن کریم میں ہے اور یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اتاری گئی کیونکہ اس آیت کا صحیح، کامل اطلاق آپؐ کی ذات پر ہوتا تھا کہ انّما یَخشی اللّٰہ مِن عبادِہِ العُلمَاء۔ کہ اللہ سے تو صرف وہی ڈرتے ہیں جو اللہ کے نزدیک علماء ہوں اور علم کا دوسرا نام خشیت الٰہی ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے اس مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔ پہلے اقتباس میں افلحَ کے وہ معنے بیان ہوئے ہیں جن کی طرف عام طور پر لوگوں کا دھیان نہیں جاتا کیونکہ افلحَ کا مطلب یہ نظر آتا ہے جس نے نجات حاصل کر لی۔ یہ ایک لازم ہے اور اگر متعدی کے معنوں میں لیا جائے تو جس نے نجات دے دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معنے لغت کے حوالے سے بیان فرمائے ہیں وہ اس سے کچھ مختلف ہیں۔ فرمایا ''افلحَ کے لغت میں یہ معنے ہیں کہ اُصِیْرُ اِلَی الفَلاَحِ''۔ کہ وہ فلاح کی طرف پھیر دیا گیا۔ اب یہ معنے بالعموم علماء کے ذہن میں آتے ہی نہیں۔ کہ یہ تو ایک لازم کا صیغہ ہے متعدی کا بھی ہو سکتا ہے مگر مجہول نہیں مگر افلحَ کے معنے مجہولیت کے لحاظ سے بھی لئے گئے ہیں اور اہل لغت اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

پس اَفلَحَ کا مطلب ہے ایسے مومن نجات پا گئے جن کے دل اللہ نے پھیر دئے، جن کے دلوں کو اللہ نے نجات کی خاطر تبدیل فرما دیا۔ تو اللہ ہی ہے جو دلوں میں خوف خدا پیدا فرماتا ہے اور اللہ ہی دلوں کو نجات کی خاطر، نجات کے لئے پھیرتا ہے۔ یہ ایک نیا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۰) میں بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں ''اُصِیْرُ اِلَی الفَلاَحِ یعنی فوزِ مرام کی طرف پھیر اگیا''۔ فلاح بھی وہ کہ اس سے بڑھ کر، اس سے اعلیٰ نجات کا تصور ممکن

چوہدری ایشین سٹور۔ گروس گیراؤ۔ جرمنی کی طرف سے فخریہ پیشکش

سیل سیل سیل

۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء سے ۱۵ر جنوری ۱۹۹۹ء تک

۱۔ سپر کرنل باسمتی چاول	10Kg	33-90 D.M.
۲۔ ٹلڈا چاول	10Kg	42-90 D.M.
۳۔ احمد سویاں	200Grm	1-00 D.M.
۴۔ احمد پھینیاں	200Grm	1-50 D.M.
۵۔ احمد اچار	1 Kg	5-50 D.M.
۶۔ ابلے چنے	ایک درجن	7-90 D.M.
۷۔ آٹا	10 Kg	6-90 D.M
۸۔ تازہ مرغی کے لیگ پیس	10 Kg	25-90 D.M.
۹۔ تازہ جرمن حلال گوشت (ہاتھ سے ذبح کیا ہوا)	1 Kg	9-50 D.M.

ٹیلی فون کے کارڈ تھوک و پرچون مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔ نیز تمام قسم کی دالیں و مصالحہ جات و دوسری اشیاء مناسب داموں پر مل سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں تھوک و پرچون سودے بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔

نیز شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لئے دیگیں، برتن اور پکانے کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

ہمارے پاس احمد پروڈکٹس کی ایجنسی بھی ہے۔ تاجر حضرات اس سہولت سے بھی فائدہ اٹھائیں

Choudry Asian Store

Schlesischestrasse 5A

64521-Gross Gerau, Germany

Phone: 06152-58603 Fax: 06152-56796

نہیں۔ "پھیرا گیا اور حرکت دیا گیا"۔ اب کیسا خوبصورت کلام ہے صرف پھیرا ہی نہیں گیا اس کی طرف بڑھنے کے لئے تحریک بھی کر دی گئی ورنہ ایک انسان ایک اچھی چیز کو دیکھتا ہے بعض دفعہ پسند بھی کرتا ہے مگر اس کی طرف جاتا نہیں اور بندھن ہیں جو اس کو روک دیتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ بہت ہی لطیف، عارفانہ کلام پر مشتمل ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، "فوزِ مرام کی طرف پھیرا گیا اور حرکت دیا گیا"۔ یہ حرکت اللہ کے فیض کے سوا انسان کو مل ہی نہیں سکتی۔ "پس ان معنوں کی رو سے **مومن کا نماز میں خشوع اختیار کرنا فوزِ مرام کے لئے پہلی حرکت ہے**"۔ اب حرکت کی خشوع کے ذریعے تعریف فرمادی کیونکہ خشوع کے وقت انسان کا دل لرز رہا ہوتا ہے۔ وہ دل ساکت اور جامد نہیں رہتا اس میں ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے اور جتنے بھی عوامل ہیں دنیا میں وہ حرکت کے بغیر ممکن نہیں۔ فزکس کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں ایٹم یا مالیکیول کی ایکسائیٹڈ سٹیٹ۔ جب تک ایکسائٹمنٹ نہ ہو ان کے اندر جو شعوری طور پر محسوس نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک قسم کا شعور بھی عطا کیا ہوا ہے جو اندرونی ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ وہ ایکسائیٹ ہو جاتے ہیں۔ جب ایکسائیٹ ہوتے ہیں تو پھر وہ دوسرے مادوں کے ساتھ ری ایکٹ کرتے ہیں، ان کے ساتھ مل کر تیسری چیز بناتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاوروں میں اگرچہ بظاہر سائنٹیفک اصطلاحیں استعمال نہیں ہوئیں مگر بعینہٖ سائنٹیفک اصطلاحیں استعمال ہو رہی ہیں جس کا علم نہ ہو وہ سوچ نہیں سکتا کہ یہاں حرکت سے کیا مراد ہے۔ "پس ان معنوں کی رو سے مومن کا نماز میں خشوع اختیار کرنا فوزِ مرام کے لئے پہلی حرکت ہے"۔ فوزِ مرام کی خواہش تو سب کے دل میں ہے مگر خشوع کے بغیر اس کی طرف حرکت نہیں پیدا ہوتی۔ پس یہ پہلی حرکت ہے۔ "جس کے ساتھ تکبر اور عُجب وغیرہ چھوڑنا پڑتا ہے"۔ اب یہ جو حرکت ہے اسے روکنے کے لئے عُجب اپنے نفس کی، اپنی ذات پسند، اپنی نگاہوں میں اپنی ذات کو اچھا سمجھنا اور تکبر دوسروں کے مقابل پر اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔ تو دونوں پہلو جو ہیں ان کو چھوڑے بغیر یہ حرکت اس کو اجازت نہیں دے گی کہ اللہ کی طرف بڑھے۔ گویا زنجیریں ہیں پاؤں میں، رسیوں سے باندھی ہوئی چیز ہے وہ جانا چاہے بھی تو جا نہیں سکتی۔

تو فرمایا یاد رکھو فوزِ مرام کی طرف جب حرکت نصیب ہو تو ان بندھنوں کو توڑ دیا کرو۔ اس کے بعد اگر عجب اور تکبر باقی رہا تو تم واپس اپنے پہلے حال کی طرف چلے جاؤ گے اور یہ حرکت تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی۔ فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ "انسان کا نفس خشوع کی سیرت اختیار کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق پکڑنے کے لئے مستعد اور تیار ہو جاتا ہے"۔ اب خشوع عارضی بھی ہوا کرتا ہے، حرکت بھی پیدا ہوتی ہے مگر اگر وہ سیرت نہ بن جائے، انسان کی فطرت میں خشوع نہ پیدا ہو جائے تو وہ اس کا ساتھ چھوڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض دوسری مثالوں سے تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ خشوع سے خوش نہ ہو جاؤ کہ کوئی لمحہ تمہیں خشوع کا نصیب ہوا بعید نہیں کہ تم نے اگر تکبر اور عجب سے خلاصی نہ پائی تو یہ دونوں چیزیں تمہیں واپس کھینچ کے اس جمود کی حالت کی طرف لے جائیں گی کہ پھر خدا کی طرف تمہیں حرکت نصیب نہیں ہوگی۔

"مستعد اور تیار ہو جاتا ہے" ایسے حال میں کہ وہ اس کی فطرت کا حصہ بن جاتا ہے ہر وقت تیار رہتا ہے کہ کوئی بھی بہانہ ملے تو اللہ کی طرف حرکت کر جائے۔ ملفوظات جلد اول میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان درج ہے: "خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا بے معنی اور لغو ہے۔ جب تک انسان پوری کوشش سے، اپنی محنت سے خود برائیاں دور کرنے کے لئے جدوجہد نہ کرے۔ پس وہی لوگ سعی کرنے والے ہیں جو جہاں تک ان میں طاقت ہے وہ اپنی برائیاں دور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

فرمایا "جہاں عاجز آجاؤ"۔ اب ہر انسان جانتا ہے کہ کئی برائیاں ہیں جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں وہ بہت کوشش کرتا ہے، بہت محنت کرتا ہے کہ ان سے نجات پائے مگر ایک موقع پر جا کے عاجز آجاتا ہے۔ کچھ پیش نہیں جاتی وہ برائی ہے کہ چھوڑتی ہی نہیں، چمٹ جاتی ہے۔ فرمایا اس وقت "صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ۔ یہ جانتے ہوئے کہ تم عاجز آگئے ہو اللہ عاجز نہیں آسکتا"۔ یہ کامل یقین ہو کہ اللہ کسی چیز سے عاجز نہیں آسکتا۔ اس وقت انسان جب یہ سمجھے کہ میں عاجز آگیا تو اس کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اس کے دل میں خشوع پیدا ہوگا اور واقعۃً ایک انسان پورے خلوص نیت سے ایک چیز سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہا ہو اور وہ پیچھا ہی نہ چھوڑ رہی ہو تو عاجز آجاتا ہے۔ اس وقت اس کے دل سے ایک بے قراری کی دعا اٹھتی ہے اسی بے قراری کا نام خشوع ہے۔

اب ایک شخص کا ایک کتا پیچھا کر رہا ہے اور چھوڑتا ہی نہیں۔ کوئی اور بلا پیچھے لگی ہوئی ہے جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی، وہ مڑ مڑ کے دیکھتا بھی ہے۔ کبھی چھپ جاتی ہے کبھی پھر پیچھے تو جب کچھ پیش نہ جائے پھر اس کے دل میں خشوع پیدا ہوگا، خوف بھی پیدا ہوگا اور انکساری اور عاجزی بھی پیدا ہوگی کہ کیا مصیبت میرے گلے پڑ گئی ہے۔ بیماریوں کا بھی یہی حال ہے۔ بعض لوگ اپنی بیماریوں سے واقف نہیں ہوتے اس لئے ان کے دل میں خشوع نہیں پیدا ہوتا مگر بیماری اندر اندر ان کا پیچھا کرتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ بیماری کو پیچھا کرتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں اکثر اس وقت بیماری ان پر غالب آچکی ہوتی ہے وہ وقت ہے خشوع کا، وہی وقت ہے جب وہ دعاؤں کے لئے بھی لکھتے ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مضمون بیان فرمایا ہے اس میں بیماری سے پہلے، پہلے اس کے کہ وہ بڑھ چکی ہو اپنی طرف سے کوشش کر کے اس سے پیچھا چھڑانا بھی شامل ہے اور اگر وہ غالب آہی چکی ہو جب کچھ پیش نہ جائے اس وقت جو دردِ دل سے اٹھی ہوئی دعا ہے وہ قبول ہوگی اگر صدق اور ایمان ہو۔ اب ایسے بہت سے بیمار مجھے بھی خط لکھتے ہیں کہ بہت دردِ دل سے دعائیں کی ہیں بیماری پیچھا نہیں چھوڑ رہی، کچھ پیش نہیں جا رہی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت ان کو کامل یقین نہیں ہوتا وہ ہاتھ تو اٹھاتے ہیں اس خیال سے کہ اور چارہ ہی کوئی نہیں، اللہ کے سوا کوئی چارہ دکھائی ہی نہیں دے رہا ہوتا اس لئے ہاتھ تو اٹھا دیتے ہیں مگر وہ صدق اور ایمان جو دل کو یقین سے بھر دیتا ہے اور کامل یقین کے ساتھ وہ اللہ کے حضور حاضر ہوں اس کی توفیق نہیں ملتی اور یہ وجہ اچانک پیدا نہیں ہوا کرتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو بغیر کسی علاج کے ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز شفا بخشی جس کو ڈاکٹر بھی بطور مثال بیان کرتے ہیں اور بعض بے چارے گریہ وزاری کرتے ہوئے ہاتھوں سے نکل گئے اور ان کو کوئی شفا نصیب نہیں ہوئی دراصل ان کے پہلے مسلک پر اللہ کی نظر ہوتی ہے مگر اب چونکہ وقت ہو چکا ہے باقی اسی مضمون سے میں انشاء اللہ آئندہ باقی باتیں بیان کروں گا۔

زندہ رسالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کا خدا پتھر، درخت، حیوان، ستارہ یا کوئی مردہ انسان نہیں بلکہ وہ قادر مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا کیا۔ اور حی و قیوم ہے۔ مسلمانوں کا وہ رسول ﷺ ہے جس کی نبوت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ آپ کی رسالت مردہ رسالت نہیں بلکہ اس کے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اس کی صداقت اور نبوت کی ہر زمانہ میں دلیل ٹھہرتے ہیں"۔

(الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

پیزا (ہائیم سروس) برائے فروخت

Grünstadt (جرمنی) شہر کے وسط میں پیزا ہائیم سروس تقریباً 100 m² کی جگہ میں برائے فروخت ہے۔ کرایہ انتہائی مناسب۔ 600 مارک ماہانہ۔ نماز سنٹر (ریجن سنٹر) سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر اور ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے صبح آٹھ سے چار بجے شام اور رات دس سے گیارہ بجے تک ان نمبرز پر فوراً رابطہ کریں:

01773445778 or 01734067017 or 06731 97517

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

جدید طبی تحقیقات

(ریڈرز ڈائجسٹ (ایشین ایڈیشن) اکتوبر ۱۹۹۷ء میں John Pekkanen کا ایک مضمون شائع ہوا ہے مضمون نگار اور رسالہ مذکور کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں اس مضمون کا اردو ترجمہ پیش ہے جو سید قمر سلیمان صاحب نے کیا ہے۔ فجزاہ اللہ۔)

سٹی آف کنگی میں پارکنسن کے مریضوں پر ایک نئی دوائی GDNF، (glial cell-line derived neutrophic factor) تیار کی گئی ہے اور ٹیسٹ کے دوران اس سے غیر معمولی فائدہ ہوا ہے۔ اور امکان ہے کہ آئندہ چار پانچ برسوں میں اس بیماری کا علاج مہیا ہو جائیگا۔ اس میں اور اسی طرح کی دیگر تحقیقات میں بعض ناقابل علاج بیماریوں کے بہت سے مفید علاج معلوم ہو رہے ہیں۔ جو آج سے تیس سال قبل تصور سے باہر تھے۔ ان میں کینسر، دل کی بیماریوں، دماغی امراض یا بچوں کی ذیابیطس جیسی بیماریاں شامل ہیں۔

کینسر کا علاج

۱۹۵۰ میں ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک ڈاکٹر Folkman نے اس بات پر تحقیق کی کہ ٹیومرز اپنے لیئے خون کی نالیاں خود بناتے ہیں یا پہلے سے موجود نالیوں سے استفادہ کرتے ہیں اور اگر یہ خون کی نالیاں خود بناتے ہیں (Angio gesis) تو اگر اسے یہ نالیاں بنانے سے روک دیا جائے تو کیا یہ اپنی موت آپ مر جائے گا؟ ۱۹۸۵ میں اس تحقیق کے دوران حادثۃً ایک ایسی فنجائی (Fingi) کا پتہ چلا جو خون کی نالیوں میں نشوونما پانے لگی اور جس سے خون کی نالیاں ختم ہو گئیں۔ چنانچہ اس طرح ایک نئی دوائی TNP ۴۷۰ تیار کی گئی جو ٹیومرز میں خون کی نالیاں بننے کے عمل کو روک دیتی ہے۔ اس طرح خون کا دوران چونکہ ٹیومر تک نہیں پہنچتا اس لئے اسے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ ایسی ادویات کو anti-angiogenes کہتے ہیں۔ اور سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس طرح کینسر کو کنٹرول کر کے اسے acute صورت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ کینسر کے علاج کے لیئے cancer vaccines بھی تیار کی جارہی ہیں جو جسم کے دفاعی نظام کو تیزی سے متحرک کر کے اس موذی مرض کو ختم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

chemotherapy جہاں کینسر کے خلیات کو ختم کرتی ہے وہاں جسم کے دفاعی نظام کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس طرح اسکی زیادہ خوراک نہیں دی جاسکتی۔ اب اس بات پر تحقیق ہو رہی ہے کہ کسی طرح اس کے جسم کے دفاعی نظام پر نقصان رساں عمل کو روکا جائے۔ اس طرح اسکی زیادہ خوراک مریضوں کو دی جاسکے گی۔

کینسر کے بارہ میں ایک اور تحقیق میں کینسر پیدا کرنے والی genes کے اثر کو ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ان genes کو oncogenes کہا جاتا ہے اور اب ایسی anti-bodies تیار کرنے کا کام ہو رہا ہے جو ان genes کو ختم کر دیں۔

دل اور دوران خون کی بیماریاں

تحقیقات میں ایک ایسی پروٹین VEGF کا پتہ چلا ہے جسے vascular endothelial growth factor کا نام دیا گیا ہے۔ یہ خون کی نالیوں کو کشادہ کرتی ہے اور اس طرح خون بآسانی جسم میں دورہ کر سکتا ہے۔ یہ ابھی ٹیسٹ کے مراحل میں ہے۔ اس کی کامیابی سے بہت سے نئے راستے کھلنے کا امکان ہے۔ بعض مریضوں کا دل بڑھ جاتا ہے اور عضلات کی کمزوری کے سبب خون کی پمپنگ کمزور ہو جاتی ہے۔ برازیل کے ایک سرجن Batista نے دل کے بائیں حصے (ventricle) کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسکا سائز چھوٹا کر دیا جس سے پمپنگ کا کام بہتر ہو گیا۔

ایک اور تحقیق میں کوشش کی جارہی ہے کہ دل کی بیماریوں کی وجوہات کا پتہ چلایا جائے۔ اب تک پانچ ایسی وجوہات ہیں جن سے یہ بیماری ہو سکتی ہے۔ ان میں: (۱) کولیسٹرول کی زیادتی، (۲) زیادہ بلڈ پریشر، (۳) سگریٹ نوشی، (۴) خاندانی پس منظر اور (۵) ورزش نہ کرنا شامل ہیں۔

اب تحقیقات سے علم ہوا ہے کہ جسم میں ایک پروٹین homocysteine اگر زیادہ ہو جائے تو پھر بھی دل کی بیماری کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ پروٹین جسم خود تیار کرتا ہے۔ اسکا علاج folic Acid کا استعمال ہے جو سبز پتوں والی سبزیوں میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔

دل کے اپریشن کے بھی اب نت نئے طریق نکل رہے ہیں۔ اب چھاتی کی ہڈیوں کو کاٹنے کے بجائے تین انچ کا چیر ادیکر اس میں سے اپریشن کر دیا جاتا ہے جس سے مریض کے جلد صحت یاب ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے اور اخراجات بھی کم آتے ہیں۔ بعض سرجن تو ہارٹ لنگ (Heart-lung) مشین کے بغیر ہی اپریشن کر رہے ہیں۔

دماغی امراض

گزشتہ چند دہائیوں میں دماغ پر بہت تحقیق ہوئی اور دماغ کے کام کرنے کے طریق کار اور بعض بیماریوں کے بارہ میں انسانی علم میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ یہ علم تو عرصہ سے تھا کہ اگر خون کی سپلائی دماغ میں جانے سے رک جائے تو دماغ کے خلیات مر جاتے ہیں لیکن اب نئی تحقیقات نے اسکی وجوہات پر روشنی ڈالی ہے۔ جب بھی خون کی سپلائی رکتی ہے تو سوڈیم اور کیلشیم خلیات میں داخل ہو کر انہیں ختم کر دیتے ہیں۔ اور فالج کے مریضوں میں خون کی سپلائی دماغ کے کسی حصہ میں رکنے سے سوڈیم اور کیلشیم کے خلیات میں رد عمل کے نتیجہ میں وہ حصہ مستقل متاثر ہو جاتا ہے۔ اب محققین نے ایک دوائی lebeluzole تیار کی ہے جو اس رد عمل کو روک کر خلیات کو مرنے سے بچاتی ہے۔ اور جلد صحت یابی ممکن ہے۔ ایسی ادویات کو Neuropro-tectives کہتے ہیں۔ بعض دیگر بیماریوں مثلاً مرگی اور دل کے حملے کی صورت میں بھی یہ ادویات مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اعصاب کے خلیات اگر کٹ جائیں تو ان کی دوبارہ نمو (Regeneration) آہستگی سے ہوتی ہے۔ اب ایسی ادویات جو پروٹین پر مشتمل ہیں دریافت کی گئی ہیں جن سے خلیات تیزی سے بڑھتے ہیں اور جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

دفاع کے متاثرہ حصوں میں کمپیوٹر chip لگانے پر بھی تحقیق ہو رہی ہے۔ اس بات پر کام ہو رہا ہے کہ اعصاب کے خلیات (Neurons) اور chip کا آپس میں رابطہ کیسے ممکن بنایا جائے۔

بعض کیمیکلز پر تحقیقات جاری ہیں جو دماغی خلیات اور ان تک پہنچنے والے پیغامات کے طریق پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پیغام بھیجنے والے کیمیکلز کو Neuro-transmitter کہتے ہیں جبکہ ایسے پیغام وصول کرنے والے حصہ کو Receptor کہتے ہیں۔ دماغ کی بیماریوں میں دی جانے والی ادویات کئی قسم کے خلیات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اب ایسی ادویات تیار کرنے کی کوشش ہو رہی ہے جو دماغ کے ان مخصوص خلیات پر اثر کریں جو بیمار ہیں اور صحت مند خلیات کے کام میں حارج ہو کر جسم کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس سے Side effect کم ہو جائیں گے۔

دفاعی نظام کی بیماریاں

بعض حالات میں جسم کا دفاعی نظام اسی جسم پر حملہ آور ہوتا ہے جسکی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہے۔ اور دفاعی خلیات اپنے جسم کے دیگر خلیات کو ہی نشانہ بنانے لگتے ہیں۔ اس میں سب سے زیادہ پائی جانے والی بیماری جو بہت خطرناک بھی ہے ذیابیطس کی ٹائپ 1 ہے۔ اس میں دفاعی خلیات لبلبہ کے انسولین بنانیوالے خلیات کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اگر یہ خلیات جوڑوں کے درمیان موجود جھلی کو تباہ کرنا شروع کر دیں تو گنٹھیا جیسا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

یہ کیوں ہوا ہے؟ اس پر ابھی تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ لیکن تحقیقات میں اب ایسی ادویات سامنے آئی ہیں جن سے اگر متاثرہ خلیات کو ملا دیا جائے تو دفاعی نظام کا یہ حملہ رُک جاتا ہے۔ مثلاً انسولین پیدا کرنے والے خلیات کو اگر PEG (Polyethy-lene glycol) سے ملا دیا جائے تو peg ان خلیات پر ایک ایسا کور چڑھا دیتا ہے جس سے دفاعی نظام کے خلیات ان خلیات کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ایسے تجربات ابھی جانوروں پر ہو رہے ہیں۔

☆......☆......☆

واقفین نو کے بارے میں

حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات

☆ آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔

☆ اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔

☆ والدین کو چاہیئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں

☆ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے۔

☆ ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن ہی سے اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے

☆ بچپن ہی سے واقفین نو بچوں کو قانع بنانا چاہیئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔

☆ دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک واقفین نو بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

☆ بچپن سے واقفین نو کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیئے۔

☆ خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین نو بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

☆ اپنے (واقفین نو کے) گھر میں اچھے مزاج کو جاری کریں، قائم کریں۔

☆ برے مزاج کے خلاف واقفین نو بچوں کے دل میں بچپن ہی سے نفرت اور کراہت پیدا کریں

☆ واقفین نو بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں۔

☆ کسی کو اچھا دیکھ کر واقفین نو کو تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ تکلیف ضرور محسوس کریں۔

☆ بچپن ہی سے واقفین نو بچوں کو جنرل نالج پڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ (مرسلہ وکالت وقف نو)

SATELLITE WAREHOUSE

CNN

Muslim TV AHMADIYYA

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

حضرت جنید بغدادیؒ

(میر غلام احمد نسیم ۔ مربی سلسلہ ربوہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے جنید بغدادیؒ کے بارے میں فرمایا: "حضرت جنیدؒ کا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ بتلاؤ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیسے ہوا؟ تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا عمل لایا ہے۔ میں نے کہا اور عمل تو کوئی نہیں صرف یہ ہے کہ میں نے عمر بھر شرک نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو نے یوم اللبن کے دن بھی شرک نہ کیا تھا کہ دودھ پی کر کہا کہ اس سے پیٹ میں درد ہوئی ہے۔ گویا دودھ کو خدا سمجھ لیا تھا اور خدا پر سے جو حقیقی فاعل ہے نظر اٹھ گئی تھی"۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید۔ صفحہ ۴۵۴)

نیز فرمایا: "حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن سے جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتے تھے یا ان کے اقوال کو فرقہ ضالہ وحدت وجود کے لئے حجت پکڑتا ہے۔ جیسے سُبحانی ما اعظمَ شانی اور الله فی جُبّتی، یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں۔ اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انہوں نے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں کہہ سکتا ہے؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

...... غرض ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جن کو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اس قسم کی محویت اور عشق و محبت کے غلبۂ تامہ کا نتیجہ ہیں........ استیلاء محبت میں اپنا وجود دکھائی دیتا ہی نہیں اور یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۵۴۷)

حضرت جنید بغدادیؒ کی کنیت ابوالقاسم، لقب قواریری اور زجاج اور خراز ہے۔ قواریری اور زجاج آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کے والد شیشے کی تجارت کرتے تھے اور خراز آپ کا لقب اس لئے پڑ گیا کہ آپ خود موزہ دوزی کا کام کرتے تھے۔ آپ کا آبائی وطن نہاوند تھا لیکن آپ بغداد میں پیدا ہوئے۔ تبع تابعین میں سے تھے۔

تعلیم و تربیت

جنید بغدادیؒ نے روحانی تربیت سری سقطیؒ، حارث محاسبیؒ اور محمد قصابؒ سے حاصل کی تھی۔ سری سقطی آپ کے ماموں بھی تھے اور مرشد بھی۔ سری سقطی طبقہ اول کے صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ جنید کے استاد بھی تھے اور اور جنید نے ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی۔ گو وہ ان سے بیعت تھے لیکن ایک مرتبہ کسی نے سری سقطی سے پوچھا، "کیا کسی مرید کا درجہ اپنے پیرومرشد سے بڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں کیوں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جنید اپنے مرتبے میں مجھ سے بلند ہے۔ (کشف المحجوب از داتا گنج بخش علی ہجویری)۔ آپ نے فقہ کا مطالعہ ابوسفیان ثوری کی شاگردی میں کیا اور فقہ میں ان کے مسلک کو ہی اختیار کیا۔

مقام و مرتبہ

حضرت فریدالدین عطار فرماتے ہیں: "جنید بغدادی اہل تصوف کے پیشوا تھے...... شریعت اور حقیقت کی انتہا پر تھے۔ زہد و عشق میں بے نظیر اور طریقت میں مجتہد کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کے زمانے میں اور ان کے بعد بغداد کے مشائخ ان کا مذہب رکھتے تھے۔ ان کا طریقہ "صحو" تھا...... اشارات و حقائق و معانی میں ان کی تصانیف بہت بلند ہیں"۔

داتا گنج بخش علی ہجویری نے جنیدؒ کو طریقت میں شیخ الشائخ اور شریعت میں امام الائمہ لکھا ہے۔ جنیدؒ نے اس دور میں اپنا چراغ رشد و ہدایت روشن کیا جب مسلمانوں میں یونانی فلسفے کا رواج ہوا اور بے لگام عقل نے مذہب سے بے اعتنائی اختیار کی اور اعتقاد کی بنیادیں کمزور ہو گئیں۔ دینی وجدان اور صحیح فکر و نظر کم ہونے لگا۔ عقلیت کے سیلاب نے مسلمانوں کی دینی زندگی پر نہایت برا اثر ڈالا۔ مذہبی عقائد کو عقل کے سانچوں میں ڈھال کر تاویلات کا باب وا کیا گیا۔ قرآنی آیات کی تاویلیں کی جانے لگیں۔ جنید بغدادیؒ اور ان کے ہمعصر صوفیاء نے اس فتنے کے خلاف آواز اٹھائی اور عقل کے مقابلے میں عشق الٰہی پر زور دیا۔ خود بھی عشق الٰہی سے سرشار ہو کر زندگی بسر کی۔ اس طرح فلسفے کے برے اثرات کا مداوا قلبی کیفیات کے ذریعہ کیا۔

مسلک

جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ اہل معرفت اعمال صالحہ کے محتاج نہیں رہتے تو انہوں نے جواب میں کہا: "یہ ان لوگوں کا قول ہے جو اعمال کے ساقط ہونے کی باتیں کرتے ہیں اور یہ بات میرے نزدیک عظیم گناہ ہے۔........ عارفین باللہ نے خدا ہی سے اعمال لئے ہیں اور ان میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر میں ہزار برس بھی جیوں تو اعمال خیر سے ایک ذرہ بھی کم نہ کروں یہاں تک کہ میرے اور اعمال خیر میں موت حائل نہ ہو جائے کیونکہ ان سے میری معرفت مضبوط اور میرا حال قوی ہو جاتا ہے"۔

(رسالہ قشیریہ صفحہ ۲۳،۲۲)

آپ سماع کے قائل نہ تھے۔ سماع کی مجالس کو ناپسند کرتے۔ وعظ و نصیحت کے دوران اگر کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی اور وہ اس کا اظہار کرتا تو اسے سرزنش کرتے۔ وہ ان صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں جو اتباع کتاب و سنت لازمی قرار دیتے اور اس کی پابندی کرتے ہیں۔

تعلیمات

جنید بغدادیؒ کی تعلیمات میں جس تصوف کا ذکر ہے وہ حقیقی اسلامی تصوف ہے اور اس تصوف کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ تصوف کی یہ راہ صرف وہی پا سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیث اور سنت رسولؐ ہو۔ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے۔ تا نہ تو شبہ کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔

آپ کی تعلیمات اور ارشادات کثرت سے ہیں جو مختلف تصوف کی کتابوں میں ان کے حالات میں بیان ہوئے ہیں۔ ان سب کا بیان طوالت چاہتا ہے اور یہ مضمون اس کا متحمل بھی نہیں۔ تصوف کی کتابوں میں مطالعہ کئے جا سکتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ارشادات درج ہیں۔ فرمایا:

(۱)...... "جس نے خدا کی معرفت حاصل نہیں کی وہ کبھی شاد نہیں رہ سکتا۔ وقت سے زیادہ قیمتی کوئی شے نہیں۔ جب یہ گزر جاتا ہے تو پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا"۔

(۲)...... "جوان مردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالا جائے اور جو کچھ پاس ہو اسے راہ خدا میں دے دیا جائے"۔

(۳)...... "خُلق چار ہیں۔ سخاوت، الفت، نصیحت اور شفقت"۔

(۴)...... مرد کو مردانہ خصلت اختیار کرنی چاہئے اور شبہات و وہم میں گرفتار نہیں ہونا چاہئے۔

(۵)...... صوفی وہ ہے جو خدا اور رسولؐ کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث۔

(۶)...... خدا تعالیٰ تک رسائی ترکِ دنیا اور نفسانی خواہشات کو چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہے۔

وفات

حضرت جنید بغدادیؒ نے ۲۹۷ھ بمطابق ۹۱۰ء میں بغداد میں وفات پائی۔ آپؒ کا مزار بغداد میں زیارت گاہ خلق ہے۔

آپؒ کی خشیت اللہ کا یہ حال تھا کہ وفات سے کچھ دیر قبل فرمایا: "اب جبکہ میری عمر کا صحیفہ لپیٹا جا رہا ہے میں اپنی عمر بھر کی عبادت کو اس طرح ہوا میں معلق دیکھ رہا ہوں کہ جس کو تیز ہوا کے جھونکے ہلا رہے ہیں اور مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہوا فراق کی ہے یا وصال کی اور دوسری طرف فرشتہ اجل اور پُل صراط ہے اور میں عادل قاضی پر نظر لگائے ہوئے اس کا منتظر ہوں کہ نہ جانے مجھ کو کدھر جانے کا حکم دیا جائے"۔

اس مضمون کی تیاری میں حسب ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ (۱) تذکرۃ الاولیاء، (۲) سیر الاولیاء، (۳) کشف المحجوب، (۴) خزینۃ الاصفیاء، (۵) دائرۃ المعارف (اردو)، (۶) ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودؑ، (۷) رسالہ قشیریہ۔

☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کہنے میں کیا حکمت ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ مجلس چھوٹی جماعت کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جلسہ بڑی Gathering کے لئے۔ اور جلسہ سے بھی بڑی Gathering حج بیت اللہ ہے۔

☆...... افریقہ میں عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شادی کے بعد جب خاوند کو پتہ چلتا ہے کہ بیوی مرگی کی مریضہ ہے تو اسے طلاق دے دیتا ہے۔ کیا یہ طریق ٹھیک ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ پتہ نہیں کون سے افریقہ کی بات کر رہے ہیں کیونکہ مجھے ایسی کوئی مثال نظر نہیں آئی۔ سائل نے کیمرون کا نام لیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ شادی سے پہلے ان تمام باتوں کو قول سدید کے مطابق طے ہونا چاہئے لیکن اگر پہلے جان بوجھ کر چھپایا گیا ہے اور دھوکہ دہی سے کام لیا گیا ہے تو خاوند طلاق دینے میں حق بجانب ہوگا۔

☆...... سورۃ المرسلات آیت نمبر ۱۲ "اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ" کے مطابق آنے والے موعود میں کیا تمام پہلے نبیوں کے اوصاف ہونگے؟

☆...... سوال کیا گیا کہ سرخ سیاہی کے قطرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں پر پڑے جس کا کوئی سائنٹیفک ثبوت نہیں تو اسے معجزہ کہہ سکتے ہیں؟۔ حضور انور نے اس نشان کا کافی تفصیل سے ذکر فرمایا۔

☆...... سورۃ المزمل کی آیت نمبر ۱۸ میں "فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْماً يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْباً"۔ اس میں بچوں کا ذکر کیوں ہے اور یہ دن کب ہوگا؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن کا ذکر نہیں کیونکہ وہاں تو سب جوان ہی ہونگے۔ یہ اس دنیا کا کوئی مقدر دن ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اگر انسان کو بہت ڈرایا جائے تو اس کے بال سفید ہو جاتے ہیں اور "بچوں کے بال سفید ہو جائیں گے" کا مطلب ہے کہ دنیا میں ایک ایسا وقت آئے گا اور اب آتا جا رہا ہے کہ نیوکلیئر لڑائیوں میں واقعی بال سفید ہو جائیں گے۔

☆...... نماز استخارہ کس طرح پڑھنی چاہئے۔ کتنے دن اور کس وقت؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ رات سونے سے پہلے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴۰ دن تک فرمایا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جواب ۴۰ دن کے بعد ملے جواب تو پہلے دن کے بعد بھی مل سکتا ہے۔ عوام کے لئے مشکل ہے ورنہ سارا سال بھی کیا جا سکتا ہے۔ عام لوگ شادی کے لئے استخارہ کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے شادی کے سلسلہ میں دو چیزیں ملحوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ نیکی اور کفو۔ حضور انور نے فرمایا کہ استخارہ کا مطلب خیر طلب کرنا ہے اور صحیح بات کی طرف رہنمائی مانگنا ہے نہ کہ استخبارہ یعنی خبریں مانگنا۔

☆...... Jahova Witness کو کیسے تبلیغ کریں؟ حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو یہ وقت کا ضیاع ہے۔ ان لوگوں میں rationality کا فقدان ہے۔ میں البتہ دو تین Cases میں خدا کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہوں۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

لقاء مع العرب

۱۱/اپریل ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (MTA) کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ پروگرام علم و عرفان کاایک ٹھاٹھیں مارتاہوا دریا ہے۔ اس میں آیات قرآنیہ کی تشریح و تفسیر، احادیث نبویہ کے پرحکمت معانی، اسلام کی فضیلت اور قرآن مجید کی حقانیت کے بیان کے علاوہ روز مرہ کی مختلف علمی و عملی ضرورتوں اور سیاسی، سماجی و معاشرتی مسائل کے حل کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بنی نوع انسان کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ انگریزی زبان میں جوابات ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ کیا جاتاہے۔ ان پروگراموں سے کما حقہ استفادہ تو براہ راست ان کو دیکھنے اور سننے سے ہی ممکن ہے اورجو احباب انگریزی یا عربی جانتے ہیں انہیں ضرور یہ پروگرام خود براہ راست دیکھنے اور سننے چاہئیں۔ تاہم اردودان احباب کے استفادہ کے لئے ہم "لقاء مع العرب" کے پروگرامز کاخلاصہ **اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین الفضل انٹرنیشنل اس سلسلہ کو پسند کریں گے اور خصوصیت سے داعیان الی اللہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ لقاء مع العرب کے ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (مدیر)

ایک غیر احمدی دوست نے سوال کیا کہ میں نے جماعت احمدیہ کا بہت سالٹریچر مطالعہ کیاہے اور احمدی دوستوں سے بھی بات چیت ہوتی رہتی ہے اورکتاب "القول الصریح فی ظهور المهدی والمسیح" بھی پڑھی ہے۔ اس کتاب میں آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر و تشریح کی گئی ہے اس سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد میرے ذہن میں بعض سوال پیدا ہوئے ہیں۔ اس میں لکھاہے کہ قرآن کریم میں لفظ خاتَم، تاء کی زبر کے ساتھ آیا ہے نہ کہ تاء کی زیر کے ساتھ۔ اور خاتَم کا معنٰی انگوٹھی ہے یانبیوں کی زینت۔ لیکن بعض کتاب اور تفاسیر میں درج ہے کہ لفظ "خاتَم" کی ایک دوسری قرأت بھی ہے جہاں یہ لفظ تاء کی کسرہ کے ساتھ ہے۔ یعنی "خاتِم" جس کا مطلب ہے آخری۔ اور اس کے بعد اور کوئی نہیں۔ اس بارہ میں آپ سے وضاحت چاہتاہوں۔

حضور نے فرمایا، مجھے آپ کی بات سمجھ آگئی ہے اور میں تفصیل سے اس کاجواب دوں گا۔

آپ نے اس عرب دوست کو مخاطب کرکے فرمایا آپ عرب ہیں میں آپ کو عربی نہیں سکھاسکتا۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آپ کو عربی سکھا سکتے ہیں۔ جو صرف عرب ہی نہیں بلکہ افصح العرب تھے۔ اس لئے جوکچھ میں کہوں گا۔ آپ ﷺ کے حوالے سے کہوں گا۔

قرآن کریم وہ کتاب ہے جو کامل، آخری اور غیر مبدل کتاب ہے۔ قرآن کریم کی چند آیات ہیں جن کی مختلف قراءتیں بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن جو قرأت قرآن کریم میں موجود ہے وہی قراءت آخری اور فائنل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں محفوظ کیاہے۔ توکیا آپ اس قراءت کو ترجیح دیں گے جو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے محفوظ کی ہے یا اُسے اختیار کریں گے جو قرآن سے باہر ہے؟

اس مسئلہ میں سب سے اہم لفظ 'خاتَم' کا سمجھنا ہے۔ اگر ہم اس کا صحیح مفہوم پالیں تو تمام قضیہ حل ہو جاتاہے۔ یہ محاورہ بہت عام ہے اور کثرت سے اس کااستعمال ہوتا رہتاہے۔ اگر آپ متنبّی پڑھیں تو اس کے ٹائٹل پر آپ کو "خاتَم الشّعراء" لکھاہوا نظر آئے گا۔ اگر آپ قانون کی کتاب پڑھو جو بو علی سینا کی تصنیف ہے تو اس کے ٹائٹل پر "خاتَم الاَطِبّاء" لکھاہوا پائیں گے۔ اسی طرح خاتَم الحُکماء بھی ہیں اور کبھی فلاں چیز کے خاتَم تو کبھی فلاں چیز کے خاتَم۔ خود عربوں میں کثرت سے اس محاورہ کارواج تھا۔ آپ اس سے کیا مفہوم اخذ کرتے ہیں؟ کیا آپ کبھی بھی اس سے یہ معنی لے سکتے ہیں کہ بو علی سینا طبیبوں میں سے سب سے آخری طبیب تھا؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ متنبّی شاعروں میں سے آخری شاعر تھا؟ اور کیا کبھی یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ علم و حکمت رکھنے والا پیدا ہو اور اس کے بعد حکمت کلیۃً مفقود ہو جائے۔ کیا آپ خاتم الحکماء سے یہ معنی اخذ کرتے ہیں؟ کبھی نہیں۔

اب ہم آنحضرت ﷺ کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپؐ اس لفظ کی کیا تفہیم دیتے ہیں۔ لفظ "خاتَم النبیین" آپ ﷺ کے لئے خدا تعالیٰ نے استعمال فرمایا اور آپ اس کا مفہوم دنیا کے ہر دوسرے انسان سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ آپؐ نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرکے فرمایا:

"اَنَا خاتَم الاَنبیاء و انت یاعلی خاتم الاولیاء"

(تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین سورۃ احزاب)

کہ تم اولیاء کے خاتم ہو جس طرح میں انبیاء کا خاتم ہوں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس قول سے آپ کیا معنی اخذ کرتے ہیں؟ کیا اس کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے یہ فرمایا کہ میں زمین پر آخری نبی ہوں اور میرے بعد یہ بدقسمت دنیا کبھی کسی نبی کی صورت نہیں دیکھے گی۔ اور اے علی! تم اس دنیا پر آنے والے آخری ولی ہو اور تمہارے بعد کسی قسم کاکوئی ولی پیدانہ ہوگا۔ نہ کوئی نبی اور نہ کوئی ولی۔ کیا آپ حضرت محمد ﷺ کے اس فرمان سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ یقیناً نہیں۔ میں آپ کو عربی نہیں سکھارہا لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ضرور سکھاسکتے ہیں۔

اب میں آپ کو لفظ "خاتَم" کے وہ معنی بتاتاہوں جو ہم احمدی سمجھتے ہیں۔ اور آپ اگر اسے عربی قواعد کی رو سے غلط ثابت کرسکتے ہیں تو کرکے بتلائیں۔

لفظ "خاتَم" اِن معنوں میں ہرگز استعمال نہیں ہوتا جن معنوں میں یہ زبردستی ہم پر اطلاق کیاجارہاہے۔ لیکن میں آپ کو خاتمیت کے وہ معنی بتاتاہوں جو میں سمجھتا ہوں اوران پر یقین رکھتاہوں۔

اول یہ کہ جس کسی سے متعلق یہ لفظ خاتم بولا گیاہو وہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے آخری مقام پر ہوتاہے۔ جیسے متنبّی کے متعلق کہا گیاکہ وہ "خاتم الشعراء" ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ وہ شاعری میں اپنے مرتبہ کے لحاظ سے سب پر فضیلت لے گیااور اس میں آخری مقام حاصل کر لیا۔ جب آپ کہتے ہیں کہ بو علی سینا خاتم الاطباء تھے تو مفہوم یہی نکلتاہے کہ وہ طبیبوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہیں اور طب میں آخری مقام، آخری حرف رکھتے ہیں۔ اور اب ان سے بڑا اورکوئی طبیب پیدا نہ ہوگا۔ اسی طرح جب آنحضرت ﷺ کوخاتم النبیین کہا گیا تو مطلب یہی ہے کہ آپؐ نبوت کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے کہ اس سے بڑا نبوت کادرجہ اور کوئی نہ رہا۔ اور ممکن نہیں کہ اب آپؐ کے بعد کوئی اور نبوت میں اس انتہائی مقام تک پہنچ سکے۔ انہوں نے نبوت کا آخری مقام پالیا۔ اسی طرح جب آپؐ حضرت علیؓ سے متعلق خاتم الاولیاء کہتے ہیں تو بالکل ویسے ہی معانی وہاں بھی اطلاق پاتے ہیں اور اس مفہوم میں کوئی سقم نہیں۔ خاتَم کاایک تو یہ مفہوم ہے جو میں نے ابھی بیان کیاہے۔

یہ مفہوم معراج کامسئلہ بھی حل کرتاہے کہ معراج میں آپؐ ایسے مقام پر پہنچے کہ تمام انبیاء کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں جاتے ہوئے جبرئیل کے پر بھی جلتے تھے اور وہاں سے آپؐ اکیلے آگے اس مقام پر گئے جہاں سدرۃ المنتہیٰ تھااور اس کے آگے خدا تھا۔ ویسے توخدا اس سے پہلے بھی تھالیکن اس مقام سے آگے صرف خدا تھا۔ اور کوئی مخلوق روحانی یا جسمانی وہاں نہ جاسکتی تھی۔ اس آخری مقام تک آنحضرت ﷺ پہنچے اور یہی خاتَم کے معنی ہیں کہ اس زمین پر کسی انسان کو نبوت میں سے زیادہ سے زیادہ جوکچھ دیا جاسکتا تھا اپنے مقام اور مرتبہ اور درجہ اور فضیلت کے لحاظ سے وہ سب کچھ آپؐ نے پایا۔ اور اس سے زیادہ آگے آپؐ نہیں جاسکتے تھے کہ اس سے آگے خدا تھا۔ اور خدا صرف ایک ہے۔ تو یہ ہے خاتمیت کا مفہوم جو ہم سمجھتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اپنے مقام اور مرتبہ کی انتہا کو پہنچے ہوتے ہیں وہی لوگ ہیں جو دوسروں کی قابلیت کو پرکھنے کی سند رکھتے ہیں نہ کہ کم درجہ کے لوگ۔ کوئی شخص اپنے کام میں اتھارٹی اس وقت مانا جاتاہے جب وہ اپنے کام میں انتہائی کامیابی کے مقام تک پہنچ جاتاہے۔ جیسے ایک ڈاکٹر اپنے طالب علموں کوڈاکٹری کی سند اسی وقت دے سکتاہے جبکہ وہ خود ڈاکٹری پیشہ میں کمال تک پہنچا ہوا ہو۔ اور اپنے پیشہ میں اتھارٹی مانا جاتا ہو۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ تمام انبیاء میں وہ واحد نبی ہیں جن کو نبوت کی تصدیقی مہر دی گئی۔ آپ کی مہر تصدیق کے بغیر کوئی بھی نبوت کا درجہ نہیں پاسکتا۔ اس مفہوم کو ہرگز کوئی بھی ردّ نہیں کرسکتا حتی کہ غیر مسلم بھی نہیں۔ تمام مذاہب پر غور کرکے دیکھ لیں۔ تمام انبیاء میں سے کسی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا کہ وہ انبیاء کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت کرنے کی اتھارٹی رکھتاہو۔ یہ صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جنہیں اس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کیا گیاہے۔ دنیا کے کسی بھی مذہب کو دیکھ لیں آپ کو کہیں بھی دوسرے انبیاء کا ذکر ان کے مذہب میں نہیں ملے گا۔ نہ بدھ ازم میں زمین کے دیگر خطوں میں ظاہر ہونے والے انبیاء کا کوئی ذکر ملتاہے، نہ یہودیت میں، نہ عیسائیت میں ان انبیاء کا ذکر ملتاہے جو مختلف زمانوں میں دنیا کے مختلف علاقوں میں ظاہر ہوئے۔ لیکن قرآن کریم وہ جامع اور کامل کتاب ہے جو فرماتاہے۔ "وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلاَّ خَلاَ فِیْهَا نَذِیْرٌ" (سورۃ الفاطر: ۲۵)۔ کہ دنیا میں کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گزری کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اسی لئے عیسائیت میں صرف اور صرف حضرت عیسیٰؑ کو ماننا شرط ہے اور یہودیت میں یہ شرط ہے کہ صرف اور صرف حضرت موسیٰؑ کو مانو اور بس۔ اور اسی طرح ہندوازم میں یہ لازم ہے کہ صرف کرشنا کو مانو اور دیگر مزعومہ خداؤں کو اور بس۔ اور اسلام

F0ZMAN FOODS

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.N.T.SHOPS

2-SANDY HILL ROAD ILFORD, ESSEX

TELEPHONE 0181-553-3611

یہ کہتا ہے کہ ،"کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ"(سورۃ البقرہ :۲۸۶)۔ صرف آنحضرت ﷺ پر ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا لازم ہے۔ یہ ہے مُہر اور یہ ہے تصدیق اور یہی خاتمیت ہے۔ آپ قرآن کریم کے علاوہ کسی اور کتاب یا مذہب میں یہ تعلیم نہیں پائیں گے۔ جو اس طرح باقی تمام انبیاء پر ایمان لانے کو لازم قرار دیتی ہو اور دیگر مذاہب کی سچائی کی تصدیق کرتی ہو۔ صرف آنحضرت ﷺ وہ واحد نبی ہیں جو تمام مذاہب کے بانیوں کی تصدیق کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور اسی بنا پر آپ رحمۃ للعالمین کہلائے۔ آپ نے اپنی رحمت کو تمام دنیا کے لئے ثابت کر دکھایا ۔ یہ بہت ہی لطیف اور گہرے مطالب ہیں اور اسلام کی سچائی پر بہت بڑی دلیل ہیں۔

گزشتہ دنوں عیسائیوں کے ایک گروپ سے سوال وجواب کی مجلس ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ جب تم آنحضرت ﷺ کے متعلق کہتے ہو کہ ٹھیک تھے، اچھے انسان تھے، ہم ان کے خلاف نہیں ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو اور حقیقت یہ ہے کہ تم بین بین بات کرتے ہو کیونکہ اگر تم سچے عیسائی ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ ان کا خدا کے ساتھ کوئی تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور وہ غلط تھے۔ اس لئے کہ تمہاری کتاب نے تمہیں اس بارہ میں کوئی تعلیم نہیں دی۔ لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ایک اچھے انسان تھے تو اسلام کی تعلیم کے عین مطابق کہتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں ایسا کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت عیسیٰؑ غلط تھے تو ایسی صورت میں ہم اسلام کی تعلیم سے انحراف کرنے والے اور قرآنی تعلیم کے خلاف کہنے والے ہونگے۔ تمہارے اور دوسرے مذہب کے درمیان یہی تو بڑا فرق ہے۔ تمہارا مذہب کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ باقی تمام نبیوں کا انکار کرو۔ اور میرا مذہب کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر تمہارا ایمان اس وقت درست مانا جائے گا جب تم باقی تمام انبیاء پر بھی ایمان لاؤ اور انہیں سچا سمجھو۔ اور یہی تصدیق ہی تو آنحضرت ﷺ کی خاتمیت ہے کہ جس بنا پر اسلام نے باقی تمام مذاہب پر کمال اور فضیلت حاصل کی۔

اس دوران مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ **کیا کرشنا نبی تھے**؟ حضور نے فرمایا ہاں نبی تھے۔ اگر کرشنا نبی نہیں تھے اور قرآن کریم جب یہ کہتا ہے کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ نے نبی بھیجے تو پھر ہندوستان میں کون سا نبی آیا۔ اگر کرشنا نبی نہیں تھے، اگر بدھا نبی نہیں تھے تو پھر انڈیا کا نبی کون تھا۔ اسی طرح ایک حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، "کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیٌّ اِسْمُہٗ کَاھِنٌ"(تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف)۔ کہ انڈیا میں ایک نبی تھا اس کا نام کاہن تھا۔ اور کرشنا کا لفظ کاہن ہی کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کرشن کنہیا، جو کاہن ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "کان اسود اللون" اس کا رنگ کالا تھا۔ اسی لئے ہندومت میں کرشنا کی جو تصاویر بنائی جاتی ہیں ان میں اسے سیاہ رنگ کا دکھایا جاتا ہے۔ اور اسے Black Prophet بتایا جاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم اسے وہ نہیں مانتے جو ہندو مانتے ہیں۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ وہ نبی تھے ۔ بالکل یہی کچھ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کیا لیکن اسلام ہمیں اس کی اصل اور سچی صورت دکھاتا ہے ۔ جب ہم حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کرتے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ ہم اس عیسیٰ پر ایمان لاتے ہیں جو خدا کا بیٹا ہے جیسا کہ عیسائی لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ ہم یہ مانتے ہیں کہ وہ خدا کے نبی تھے اور بس۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول (آل عمران:۱۴۵)۔ یہ ہے تصدیق حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ تو جب ہم کرشنا کے نبی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں تو ہم اس رنگ میں اس کی تصدیق نہیں کرتے جیسا کہ ہندو اسے خدا مانتے اور پوجتے ہیں بلکہ قرآن کریم کی رو سے اسے صرف اور صرف نبی مانتے ہیں۔ اس زمین پر کوئی علاقہ ایسا نہیں یا کوئی ایسی قوم نہیں جس کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے ان میں رسول نہ بھیجا ہو۔ تو پھر ہم کرشنا کو نبی کیوں نہ مانیں۔ جسے بعد میں غلط رنگ میں پیش کیا گیا اور نا سمجھی میں اس کی عبادت شروع کر دی گئی اور یہی کچھ باقی انبیاء کے متعلق بھی کیا گیا اِلاَّ مَا شَاءَ اللّٰہ۔ شروع میں لوگ انہیں نبی نہیں مانتے تھے پھر آہستہ آہستہ ان کے مرتبہ کو بڑھانا شروع کیا اور آخر کار انہیں خدا بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی۔ یہی کچھ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کیا اور انہیں نبی کے مرتبہ سے اٹھا کر خدا بنا بیٹھے۔

حضور ایدہ اللہ نے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا: "خاتَم" انگوٹھی کو بھی کہتے ہیں جو تم انگلی میں پہنتے ہو۔ اور انگلی کو خوبصورتی اور زینت بخشتی ہے۔ اور انگلی سے انگوٹھی کو نکال دو تو انگلی ویسی خوبصورت نظر نہیں آئے گی جیسی کہ وہ انگوٹھی کے ساتھ خوبصورت دِکھتی تھی۔ اس لئے ہمیشہ شادی کی انگوٹھی ہوتی ہے جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ لڑکی شادی شدہ ہے اور اس انگوٹھی کی وجہ سے اس کا خوبصورتی میں ایک مقام ہے۔ تو یہ بھی دوسرے نبیوں کے ساتھ تعلق میں ایک بہت خوبصورت بیان ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے "خاتَمَ النَّبِیّٖن" کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وہ وجود ہیں جو تمام انبیاء کے لئے وجہ خوبصورتی ہیں اور اگر آپؐ کی نبوت کی لڑی کو حلقہ انبیاء سے نکال لیا جائے تو نبوت میں کوئی خوبصورتی اور حسن باقی نہیں رہے گا۔ یہی وہ نبی ہے جو تمام انبیاء کو زینت بخشتا ہے اور سب انبیاء کا حسن آپؐ کا مرہون منت ہے۔ تو یہ بھی خاتَم کے بہت حسین معانی ہیں جنہیں کسی طرح بھی غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جہاں تک لفظ "خاتِم" کی دوسری قراءت کا تعلق ہے جو کہ قرآن کریم سے باہر ملتی ہے یعنی تاء کی زیر کے ساتھ۔ اس کے متعلق بھی علم ہونا ضروری ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔

پہلی بات تو یہی کہ تمام مفسرین اور علماء اس مسلمہ حقیقت پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اصل قراءت وہی ہے جو قرآن کریم کے اندر ہے اور اس نے محفوظ کی ہے۔ وہی قراءت اختیار کی جائے گی۔ اور قرآن کریم سے باہر اگر کوئی ایسی قراءت ہے جو قرآن کریم کی دوسری آیات کے معانی سے متصادم ہوتی ہے تو اسے ترک کر دیا جاتا ہے اور اس قراءت کو اختیار کیا جاتا ہے جو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے محفوظ کی ہے۔

"خاتِم" کے ایک اور معنی تصدیق کرنے والے کے ہیں۔ تاء کی زیر کے ساتھ۔ ایک ایسی تعلیم لانے والا ہے کہ کسی کی مجال نہیں کہ اس سے بہتر تعلیم لا سکے۔ جو انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق کامل اور مکمل تعلیم پیش کرتی ہے اور ناممکن ہے کہ اس میں سے ایک ذرّہ بھی تبدیل کیا جاسکے۔

اگر تعلیم مکمل ہے اور تم اس میں کوئی تعلیم زائد کرتے ہو تو وہ مکمل نہیں کہلائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی کرتے ہو، تب بھی وہ مکمل نہیں رہے گی۔ تو قرآن کریم جو ایک مکمل کتاب ہے وہ ہمیں بتاتا ہے کہ آپؐ آخری شرعی نبی ہیں جن کے بعد آئندہ کبھی بھی کوئی نئی تعلیم یا شریعت لے کر نہیں آئے گا اور نہ ہی کسی شخص کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ اس مکمل تعلیم میں ایک ذرّہ یا شعشہ بھی تبدیل کر سکے۔ یہ ہے خاتمیت اور اسی مفہوم میں خاتمیت کو سمجھنا چاہئے کہ وہ آخری نبی ہے جو کامل اور آخری شریعت لے کر آیا۔ آپ کا کلام آخری کلام اور آپ کی کتاب آخری کتاب ہے۔

"خاتَم النبیین" پر جیسا ہمارا ایمان ہے ویسا ہمارے مخالفین کا نہیں۔ ہم "خاتَم" کے یہ معنے کرتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ سے پہلے تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں جبکہ ہمارے مخالفین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کی رو سے تو آخری نبی حضرت عیسیٰؑ ہوئے نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اس طرح ہم اس الزام سے بری ہوئے۔ اور یوں حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے کے سبب آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے کا الزام ہمارے مخالفین کے سر منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کے عقیدہ کی رو سے حضرت عیسیٰؑ ابھی تک زندہ آسمانوں میں موجود ہیں تو "خاتَم" کون ہوا۔ وہ جو فوت ہو گیا یا وہ جو ابھی زندہ ہے ۔ لیکن ہم احمدی جو عقیدہ رکھتے ہیں اس سبب سے ہمیں کوئی مورد الزام نہیں ٹھیرا سکتا کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل"(آل عمران :۱۴۵) کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے قبل تمام رسول فوت ہو چکے ہیں اور آپؐ ہی خدا کے آخری نبی ہیں۔

"خاتَم" کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ پہلے تمام انبیاء کا فیضان آپؐ کے آنے سے بند ہو گیا۔ "خاتَم" اپنی صفات و کمالات، فیوض و برکات اور فیضان رسانی کے لحاظ سے خاتَم۔ جب آپؐ آگئے تو ہر قسم کا فیضان آپ کی ذات وصفات کے ساتھ مستلزم ہو گیا۔ اور پہلے تمام انبیاء کے فیوض جو مخلوق کو پہنچا کرتے تھے آپ کے آنے سے ان انبیاء کے فیضان مردہ ہو گئے ۔ ان میں سے کسی کو مجال اور طاقت نہ رہی کہ آپ سے آگے چل سکے ۔ اس لحاظ سے آپ کا فیض انسانیت کے لئے آخری فیض ہے۔ اور یہی خاتَم کے معنی ہیں۔

ہمارے مخالفین اس بات کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اسی پرانے جسم کے ساتھ آئیں گے اور لوگوں میں اپنا فیضان تقسیم کریں گے اور انسانیت کی خدمت کریں گے ۔ قرآن کریم نے تو انہیں "رسولا الی بنی اسرائیل" (آل عمران :۵۰) کہا ہے لیکن غیر احمدیوں کے نزدیک جب وہ دوبارہ ظہور کریں گے تو پھر وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی رسول نہ ہونگے بلکہ اس زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کی طرف رسول بن کر آئیں گے اور پہلے کی نسبت ان کے فیضان کو بہت طاقت حاصل ہو گی اور وہ اسلام کی بڑی خدمت کریں گے۔

غیر احمدیوں کے اس عقیدہ کو سامنے رکھ کر ہم وثوق سے کہتے ہیں اور یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ تو جسمانی لحاظ سے خاتَم النبیین مانتے ہیں اور نہ ہی روحانی لحاظ سے۔

اگر "خاتَم" بمعنی ختم کے لیا جائے جیسا کہ ہمارے مخالفین کا عقیدہ ہے تو بتاؤ کہ اگر میں کسی کو قتل کرتا ہوں تو میں اس کا خاتَم ہوں۔ اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ میں نے خود اپنے آپ کو ختم کر لیا ہے۔ یقیناً اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے آنے سے پہلے تمام انبیاء کا زمانہ اور ان کے فیوض ختم ہو گئے تو کیا آنحضرت ﷺ کی وفات پر آپؐ کے فیوض و برکات بھی ختم ہو گئے !؟۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ اصل حقیقت "خاتَم" کی یہی ہے کہ آپؐ ہی فیوض و برکات کا مبداء و ماویٰ ہیں۔ آپؐ سے بڑھ کر فیوض و برکتیں لٹانے والا نہ کبھی پہلے پیدا ہوا اور نہ کبھی آئندہ پیدا ہوگا۔ یہی خاتمیت کا اصل مفہوم ہے جسے ہمارے مخالف پہچاننے سے قاصر ہیں کہ وہ فیوض و برکات جو آپؐ سے پہلے دوسرے انبیاء سے حاصل کئے جاتے تھے اب آپؐ کے آنے سے تمام تر فیوض صرف اور صرف آپ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہو گئے۔ یہ ہیں خاتمیت کے اصل معنی۔ نہ یہ کہ نعوذ باللہ آپؐ نے پہلے تمام انبیاء کو مار دیا اور پھر خود کشی کر لی کہ میں کیوں باقی رہوں۔

خاتمیت کے اعلیٰ وارفع معانی یہی ہیں کہ تمام انبیاء کے آنے کی غرض آپؐ کے آنے سے پوری ہو گئی اور اسلام اور قرآن ساری انسانیت کی تمام تر ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہو گیا۔ یہ ہیں وہ معنی جو ہم کرتے ہیں ۔ اور یہی سب سے بہترین اور حقیقت پر مبنی معانی ہیں جو خاتَم کے کئے جاسکتے ہیں۔

تاریخ احمدیت سے

احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ کا قیام

اور ابتدائی احمدیوں کے ایمان افروز واقعات

ہالینڈ وہ ملک ہے جس نے تین سو پچاس سال تک جزائر شرق الہند کے دس کروڑ باشندوں پر حکمرانی کی۔ انڈونیشیا شرق الہند کے اسی مجمع الجزائر کا دوسرا نام ہے جو سترھویں صدی عیسوی کے آغاز سے لے کر ۱۹۴۹ء تک ہالینڈ کے مقبوضات میں شامل رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپانی فوجوں نے ولندیزی فوجوں کو زیر کر کے ان جزائر پر قبضہ جمالیا۔ ۱۹۴۵ء میں جاپان نے ہتھیار ڈال دئے تو ملک میں تحریک آزادی اٹھ کھڑی ہوئی اور آخر بڑی کشمکش کے بعد حکومت ہالینڈ نے ریاست ہائے متحدہ انڈونیشیا کی آزادی تسلیم کر لی اور آزاد انڈونیشیا کے ساتھ اتحاد و اشتراک عمل کا ایک پختہ معاہدہ طے کر لیا۔ ان باشندوں کی بھاری اکثریت مسلمان ہے اور ان کا ایک حصہ ہالینڈ میں مستقل بودوباش اختیار کر چکا ہے۔ اس ملک کا تعلق جنوبی امریکہ کی بعض نو آبادیات سے بھی ہے جہاں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہالینڈ کی لائیڈن یونیورسٹی (Leiden University) مشرقی علوم کے "مغربی مرکز" کی حیثیت سے نہ صرف یورپ بلکہ دنیا بھر میں بہت مشہور ہے اور علمی دنیا میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام رکھتی ہے اور بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ لہذا یہاں کے مستشرقین کو حقیقی اسلام سے روشناس کرانے سے یورپ کے اونچے علمی طبقوں میں زبردست انقلاب آسکتا ہے۔ اور اسلام کی روحانی فتح کا دروازے کھل سکتے ہیں۔

اگرچہ ہالینڈ سے انڈونیشی مسلمانوں کے ایک عرصہ سے تعلقات چلے آرہے ہیں۔ اور ایک بڑی تعداد اس میں مقیم ہو گئی تھی لیکن اتنے لمبے زمانہ میں یہاں اشاعتِ اسلام کی کوئی قابل ذکر کوشش نہیں کی گئی حتیٰ کہ کسی مسلمان کو یہ خیال تک نہیں آیا کہ اپنی مرکزیت کو برقرار رکھنے اور خدائے واحد کا نام بلند کرنے کے لئے اس سرزمین میں کوئی خانہ خداہی تعمیر کردیں۔

ہالینڈ میں اسلام و احمدیت کی پہلی آواز مسجد فضل لندن کے افتتاح کے بعد مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ انگلستان کے ذریعہ سے پہنچی جنہوں نے ۱۹۲۶ء میں بلجیم اور اس ملک کا دورہ کیا اور وہاں متعدد سوسائٹیوں میں لیکچر دئے۔ ۳۴-۱۹۳۳ء میں آپ نے ہالینڈ کے پروفیسر ولسنک سے خط وکتابت کی۔ ۳۵-۱۹۳۴ء میں بعض ڈچ سفراء سے ملاقات کی اور انہیں بتلایا کہ جاوا میں ہمارا مشن قائم ہے جس پر انہوں نے احمدیت سے متعلق واقفیت حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور جب آپ دوسری مرتبہ ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے پاس احمدیت کا لٹریچر موجود تھا۔ مولانا کی سالانہ رپورٹ ۳۶-۱۹۳۵ء سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈچ سفیر سے انہوں نے مسلسل رابطہ قائم رکھا۔ لندن مشن کی سالانہ رپورٹ ۳۸-۱۹۳۷ء میں ہالینڈ کے دوپادریوں کے مسجد فضل لندن میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔

مولانا درد انگلستان ہی میں تھے کہ ۵/اپریل ۱۹۳۰ء کو مسٹر انڈریا سا ڈچ قنصل قادیان گئے۔ یہ پہلے ولندیزی باشندے تھے جنہیں مرکز احمدیت میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مسٹر انڈریا سا سماٹرا میں ڈچ آفیسر مقرر تھے اور انہیں مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا و سماٹرا کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کے حالات کا علم ہوا تھا۔ مسٹر انڈریاسا مرکز احمدیت کے پر انوار ماحول اور قادیان کی اسلامی اخوت و رواداری سے بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے واپسی پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے نام ڈچ زبان میں حسب ذیل خط لکھا:

"ہم نے قادیان میں نیکی کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔ سو ہندوستان سے جو بہت سے اثرات میرے دل پر ہوئے ہیں ان میں سے خاص اثرات قادیان کے ہیں جنہوں نے میرے دل میں خاص جگہ بنالی ہے۔ سب سے اول آپ لوگوں کی مہمان نوازی ہے جس سے میں مسرور ہوا اور میں آپ کا ممنون ہوں گا اگر آپ میرا شکریہ اپنے سب احباب کو پہنچادیں۔ خاص بات جو مجھ پر اثر کرنے والی ہوئی وہ ایک طبعی ایمان اور سچی برادری ہے جو للّٰہی محبت سے پیدا ہو کر قادیان کو رسولوں کی سی ایک فضا بخش رہی ہے جو عیسائی حلقوں میں شاذ و نادر ہے۔ آپ کے فاضل ذوالفقار علی خان صاحب (ناظر اعلیٰ) نے (جن کے ساتھ مجھے خاص محبت ہو گئی ہے) جو کتب مجھے عطا فرمائی ہیں ان کے پڑھنے کے بعد پھر آپ کو اطلاع دوں گا"۔

مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی انگلستان سے مراجعت کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس کے قیام لنڈن کا زمانہ آتا ہے جو ہالینڈ میں احمدیت کی داغ بیل کے اعتبار سے ایک سنہری دور ہے جس میں دوسری یوروپین زبانوں کے تراجم کے علاوہ ڈچ ترجمہ قرآن بھی آپ کی زیر نگرانی مکمل ہوا۔ اس ترجمہ کی سعادت ایک ولندیزی خاتون مسز زمرمان کے حصہ میں آئی جو ڈچ کے علاوہ انگریزی اور جرمن زبان کی بھی ماہر ہیں اور اطالین پر بھی ایک حد تک عبور رکھتی ہیں۔ اس خاتون نے اس مقدس فریضہ کی بجا آوری کے دوران صداقت اسلام کے بعض قہری نشان دیکھے اور بالآخر اللہ کے فضل سے احمدی مبلغوں کی مساعی جلیلہ کے نتیجہ میں داخل اسلام ہو گئیں۔

قبول اسلام کی ایمان افروز سرگزشت

مسز ناصرہ زمرمان (N.Zimmerman) نے اپنے قبول اسلام کی ایمان افروز سرگزشت اپنے قلم سے لکھی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"۱۹۴۵ء کا سال میرے لئے تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال کے شروع میں میں بمباری سے مسمار شدہ لندن میں پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک ترجمہ کرنے والے محکمہ (Translation Bureau) کی طرف سے ملاقات کے لئے پیغام ملا۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ ملاقات قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کے سلسلہ میں ہے۔ مجھے آخری تین سو صفحات کا ترجمہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس پر مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ میں یہ دیکھوں کہ پہلے حصہ کا ترجمہ کیسے ہوا ہے؟ میں پہلے حصہ کے چند صفحات کو لے کر گھر لوٹی اور اس کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔ اس ترجمہ کا میری طبیعت پر بہت اثر ہوا۔ مترجم نے قدیم ڈچ زبان میں جس کو آج کل سمجھنا بھی مشکل ہے ترجمہ کیا ہوا تھا اور پھر اس کا انداز بھی کوئی اچھا نہ تھا۔ اس لئے میں نے ترجمہ کرنے سے انکار کر دیا۔ میرے لئے یہ کام اس وجہ سے بھی مشکل تھا کہ میری پیدائش اور تربیت عیسائی ماحول میں ہوئی تھی جس میں برے سے گناہ کا تصور ہی بالکل اور ہے۔ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ حضرت یسوع ہمارے گناہوں کی خاطر مصلوب ہو گئے قرآن کریم کی تعلیمات میرے لئے صدمہ کا باعث ہوئیں کیونکہ قرآن کریم میں اعمال پر بہت زور دیا گیا اور گناہوں کی پاداش میں سزا کا بھی ذکر ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرآن کریم کا ترجمہ کرنا میرے لئے محال تھا۔ آخر لمبی سوچ اور گہرے غور کے بعد میں نے اس مبارک کام کو سرانجام دینے کا فیصلہ کیا اور میں نے دفتر کے ڈائریکٹر سے تمام قرآن کا ترجمہ اپنے طرز اور موجودہ ڈچ زبان میں کرنے کی اجازت لے لی۔ میں نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے دن رات ایک کر دیا اور ابتدائی ۳۰،۴۰ صفحات کا ترجمہ کر کے میں ڈائریکٹر کے پاس لے کر گئی۔

اس موقعہ پر اس امر کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ جب میں ڈائریکٹر کو ملنے گئی تو ہماری قرآن کریم کے متعلق طویل گفتگو ہوئی۔ ڈائریکٹر نے اس مقدس کتاب کے متعلق نہایت ہی توہین آمیز کلمات استعمال کئے، بعد میں بھی اس کا رویہ یہی رہا اور اس نے وہاں کئی بار متواتر اور مسلسل قرآن کریم کی توہین جاری رکھی جن کا میری طبیعت پر بہت ناگوار اثر ہوا لیکن جلد ہی جب میں دوبارہ اس سے ملنے گئی تو میں نے اسے نہایت ہی المناک کیفیت میں پایا۔ اسے Lambago کا شدید حملہ ہوا۔ میں نے اسے فوری طور پر گھر پہنچانے کا انتظام کیا جہاں اگلے ہی روز وہ چل بسا۔ چند روز بعد دوسری ڈائریکٹرس بھی جس نے اس گفتگو میں حصہ لیا تھا بیمار ہوئی اور اس مقدس کتاب کی توہین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہ بچ سکی اور ہسپتال میں اس جہان سے رخصت ہو گئی۔ ان واقعات نے میری طبیعت پر گہرا اثر کیا۔ لیکن ابھی خدا تعالیٰ نے اس مقدس کتاب کی صداقت کو میرے قلب پر اور منقوش کرنا تھا۔ خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان واقعات کے بعد اس دفتر کا ٹائپسٹ جس نے اس توہین آمیز اور مضحکہ خیز گفتگو میں حصہ لیا تھا جنوبی امریکہ گیا۔ تین ہفتہ کے اندر اندر ہی مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی خدائی عذاب کا شکار ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ ایک اور سیکرٹری جس نے اس توہین میں کبھی حصہ نہ لیا تھا صحیح وسلامت رہی۔

ان واقعات نے میری دنیا یکسر بدل ڈالی۔ میری طبیعت پر قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت کا سکہ بیٹھنا شروع ہوا اور اس کتاب کی عظمت کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔ انہی واقعات نے میری توجہ اسلام کی طرف مبذول کی۔ میں نے ان واقعات کا اس لئے بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ مخالفین کے لئے حجت کا باعث ہو سکیں۔ میں اپنے مولا کریم کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے اس کام کے کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ میں نے ترجمہ کے دوران میں اس مقدس کتاب سے جو روحانی شیرینی اور پر کیف روحانی اثرات حاصل کئے وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے نوازا۔ جو روشنی میں نے قرآن کریم سے حاصل کی وہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ بالخصوص اپنی رحمت کا سلوک فرمایا۔ میں ترجمہ کے دوران قرآن کریم کی صداقت کی دل سے قائل ہو چکی تھی۔ چنانچہ میں نے قرآن شریف سے لگاؤ اور تعلق بڑھانے کے لئے لندن مسجد میں گاہے گاہے جانا شروع کیا اور احمدیت کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ میرے ساتھ ہر دفعہ برادرانہ اخوت اور محبت کا سلوک کیا گیا اور میری روحانی تشنگی دور کرنے کے سامان مہیا کئے جاتے رہے۔ اس محبت اور اخوت بھرے سلوک نے مجھے احمدیت کے بہت ہی قریب کر دیا۔

ہالینڈ آنے پر تھوڑے عرصہ میں ہی یہاں مشن قائم ہو گیا۔ یہاں تینوں مبلغین نے میری تربیت کے لئے اخلاص اور محنت سے کام کیا، مجھے کتب مطالعہ کے لئے انہوں نے دیں۔ لمبی لمبی دیر تک اپنا قیمتی وقت مجھ پر صرف کرتے رہے۔ ان کی مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے مجھے احمدیت جیسی نعمت ملی۔ میں ہمیشہ اپنے تینوں بھائیوں کی ممنون رہوں گی جن کے ہاتھوں میری نجات کے سامان ہوئے۔

(الفضل ۱۶/ستمبر ۱۹۴۸ء)

مسز زمرمان کے علاوہ جن کا لندن مشن سے تعلق بالآخر قبول اسلام پر منتج ہوا حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ ایک ڈچ طالب علم مسٹر کاخ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ پہلے ولندیزی نو مسلم تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی غلامی کا فخر حاصل کیا اور ان کا نام ظفر اللہ رکھا گیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۱۲)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

اخبار الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے بارے میں ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۸و۲۹ مئی ۹۸ء میں مکرم پروفیسر سعود احمد خانصاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے- اس سے قبل بھی "الفضل ڈائجسٹ" میں بعض مضامین حضرت مولوی صاحبؓ کے بارے میں شائع ہوچکے ہیں اسلئے ذیل میں زیادہ تر وہی امور پیش کئے جاتے ہیں جو گزشتہ سے اضافہ ہیں-

حضرت مولوی شیر علی صاحب ۲۴؍دسمبر ۱۸۷۵ء کو ادرحمہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے- ۱۸۹۷ء میں قادیان جاکر دستی بیعت کی توفیق پائی- حضرت اقدسؑ نے آپؓ کا نام اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اور "انجام آتھم" میں ۳۱۳؍ اصحاب کی فہرست میں شامل فرمایا ہے- B.A. میں آپؓ نے یونیورسٹی میں ساتویں پوزیشن حاصل کی اور آپ کو اعلیٰ سول سروس کی پیشکش ہوئی لیکن آپؓ نے خود کو خدمت دین کے لئے پیش کردیا اور قادیان چلے آئے-

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جب مستقلاً قادیان آگئے تو آپؓ کی صحت بہت کمزور تھی- حضورؑ نے آپؓ کا بازو پکڑ کر فرمایا "میں تب خوش ہوں گا جب شیر علی کا بازو دوگنا موٹا ہو جائے گا"- پھر فرمایا "شیر علی دودھ بہت پیا کرو"- چنانچہ آپؓ کئی بار صرف دودھ پی کر گزارہ کرتے اور دن میں سولہ سیر تک دودھ بھی پی لیتے- حضورؑ کی توجہ اور دعا کی برکت سے جلد ہی صحت بہت اچھی ہوگئی- ۱۸۹۹ء میں آپؓ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ہیڈماسٹر مقرر کیا گیا اور ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۵ء تک کے وقفہ کے علاوہ ۱۹۱۰ء تک آپؓ یہ خدمت بجا لاتے رہے- اس دوران "ریویو آف ریلیجنز" کی قلمی معاونت بھی آپؓ نے مسلسل جاری رکھی اور کئی ضخیم مضامین تحریر فرمائے- ریویو کے اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی رہے- پھر آپؓ کے سپرد قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا کام کیا گیا اور جن جید علماء کو اس اہم کام میں آپؓ کی مدد کی توفیق ملی ان میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی شامل تھے- حضرت میاں صاحبؓ فرماتے ہیں "حضرت مولوی صاحبؓ باوجود پیرانہ سالی کے جس محبت اور شغف اور توجہ کے ساتھ قرآن مجید کا کام کرتے تھے وہ ہم سب کیلئے ایک مشعل راہ ہے- انگریزی زبان میں حضرت مولوی صاحبؓ کا مقام بہت بلند تھا اور نہایت صاف اور صحیح اور بامحاورہ انگریزی لکھتے تھے جس کی سلاست اور صحت پر رشک آتا تھا"-

حضرت مولوی صاحبؓ بہت سادہ مزاج اور درویش صفت تھے- قادیان کے غریب سے غریب انسان کو یہ احساس تھا کہ حضرت مولوی صاحبؓ کو سلام میں پہل کرنا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے- محترم ملک غلام فرید صاحب کو بھی ایک لمبا عرصہ آپؓ کے ہمراہ ترجمہ قرآن میں مدد کرنے کی توفیق عطا ہوئی- وہ بہت سے واقعات بیان کرتے ہیں جب حضرت مولوی صاحبؓ نے پیرانہ سالی میں خود انتہائی تکلیف اٹھانے کے باوجود بھی کسی کے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا بلکہ ہمیشہ دوسروں کے آرام کو مقدم رکھا-

محترم ملک غلام فرید صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو حضرت مولوی صاحبؓ کو امیر مقامی مقرر فرماتے- ایک بار شدید گرمیوں کے موسم میں حضرت مولوی صاحبؓ نے نماز جمعہ پڑھائی اور پھر اتنی لمبی سنتیں ادا کرنی شروع کیں کہ مسجد نمازیوں سے خالی ہوگئی- میں بیٹھا کسی کا انتظار کر رہا تھا، آخر میں بھی چلا گیا- کچھ دیر بعد واپس آیا تو دیکھا کہ مولوی صاحبؓ مسجد میں اکیلے اپنے بازوؤں کا تکیہ بنائے سو رہے ہیں-

اگرچہ حضرت مولوی صاحبؓ دفتری افسر بھی تھے اور دفتری آئین و ضابطہ ملحوظ رکھتے تھے لیکن جہاں خدمت خلق کی بات ہوتی تو وہاں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر مدنظر رہتا تھا :

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است

(یعنی میرا مقصد اور خواہش مخلوق کی خدمت کرنا ہے)

چنانچہ جنگ عظیم دوم میں کسی دوسرے صوبے کے ایک احمدی دوست کرایہ کا مکان لے کر اپنے بال بچوں کو قادیان چھوڑ گئے- کئی روز بعد اُن کی بیوی مکرم عبدالرحمان شاکر صاحب کے گھر آئیں اور بتایا کہ اُن کے ہاں خورونوش کی اشیاء بہت دیر سے ختم ہیں- شاکر صاحب نے باقاعدہ انتظام کے لئے امیر مقامی حضرت مولوی صاحبؓ سے رابطہ کیا تو آپؓ نے اُسی وقت کہیں سے کچھ رقم لاکر شاکر صاحب کو مہیا کی اور کہا کہ محض رقم دینا کافی نہیں بلکہ ہر قسم کی ضروریات بازار سے مہیا کرنا بھی آپکی ذمہ داری ہے - اور پھر شام کو دوبارہ دریافت فرمایا کہ کوئی ضرورت تو باقی نہیں ؟-

قادیان میں ایک دفعہ انفلوئنزا اور ٹائیفائیڈ کی وبا پھیلی تو حضرت مولوی صاحبؓ نے اپنے طور پر ٹیکوں اور ڈاکٹر کا انتظام کیا اور غرباء کے گھروں میں خود جاجاکر اُن کو ٹیکے لگوانے کی تلقین کی-

ایک موسم سرما میں حضرت مولوی صاحبؓ نماز فجر کے بعد مسجد مبارک کی سیڑھیاں اتر رہے تھے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ میں ایک غریب مسافر ہوں اور سردی سے بچنے کیلئے مناسب کپڑے نہیں ہیں- حضرت مولوی صاحبؓ نے اُسی وقت اپنے کندھوں پر سے اٹلی کا بنا ہوا نیا کمبل اتار کر اُسے دے دیا اور خود بغیر کمبل کے اپنے گھر تشریف لے گئے-

مکرم ماسٹر فضل حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک موقعہ پر جب قادیان کے اکثر احمدی حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر سننے کیلئے لاہور تشریف لے گئے تو سیرۃ النبیؐ کے جلوس کی حاضری غیر معمولی کم ہوگئی- میں اسی سوچ میں تھا کہ امیر مقامی حضرت مولوی صاحبؓ تشریف لائے اور فرمایا میرے لائق کوئی خدمت ہے ؟- میں بہت شرمسار ہوا لیکن موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاکر عرض کیا کہ وہ دوست جو قادیان میں موجود ہیں لیکن جلوس میں شامل نہیں ہوئے انہیں تحریک فرمائیں- یہ سن کر حضرت مولوی صاحبؓ نہایت خندہ پیشانی سے تشریف لے گئے اور خود مختلف گلی کوچوں اور گھروں سے لوگوں کو تحریک کرکے جلوس میں بھجواتے رہے، پھر جلوس ترتیب دینے میں بھی مدد فرمائی اور آخر وقت تک جلوس میں شریک رہے-

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پہلی بار حضرت مولوی صاحبؓ کو قادیان میں ۱۹۰۵ء میں دیکھا تھا جبکہ میں آپکو جانتا نہ تھے- حضرت مولوی صاحبؓ معہ اہل وعیال گرمیوں کی چھٹیاں گزار کر واپس تشریف لا رہے تھے- جب آپؓ ایک تانگہ میں مسجد مبارک کے سامنے والے چوک میں پہنچے تو وہاں موجود کچھ لڑکے شوق سے لپکے گویا اُن کے بہت قریبی عزیز آگئے ہوں- اتنے میں اور لڑکے بھی آگئے- کوئی ان کا بستر اٹھا رہا ہے، کوئی ٹرنک، کوئی اور سامان، کسی نے بچے کو گود میں اٹھالیا- میں حیران تھا کہ یہ کون صاحب ہیں جن کے گرد دیکھتے ہی دیکھتے اس قدر لڑکے جمع ہوگئے- تب علم ہوا کہ یہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ہیں-

حضرت مولوی صاحبؓ کا نام اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں "فرشتہ" رکھا تھا- ۳۶ء سے ۳۸ء تک آپؓ ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں انگلستان میں قیام پذیر رہے- جب آپ انگلستان روانہ ہو رہے تھے تو قادیان کے بہت سے ہندو اور سکھ بھی الوداع کہنے کیلئے اسٹیشن پر موجود تھے اور اکثر نے حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ہی دعا کیلئے ہاتھ بھی اٹھائے- وہ سب حضرت مولوی صاحبؓ کو ایک برگزیدہ شخصیت سمجھتے تھے اسی لئے دوسرے دیہات کے لوگ بھی قادیان آکر آپؓ سے اپنے کنوؤں کے سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کیا کرتے تھے- حضرت مولوی صاحبؓ کے قیام انگلستان کے بارے میں ایک انگریز احمدی بلال نٹل نے بے ساختہ کہا "He was an angel".

۱۹۴۰ء میں جب مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مولوی صاحبؓ اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے اور ۱۹۴۷ء تک اس منصب پر فائز رہے-

-......☆......☆......☆......-

انٹرویو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۰ء کو شجاع آباد ضلع ملتان میں پیدا ہوئے- آپکے والد حضرت شیخ محمد دین صاحبؓ پٹواری نے ۱۹۰۵ء میں اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کی سعادت پائی تھی لیکن کسی نے مخالفت نہیں کی بلکہ پہلے سے بڑھ کر احترام کیا- ۱۹۱۸ء میں وہ ہجرت کرکے قادیان آگئے جہاں مکرم شیخ صاحب کو چوتھی جماعت پاس کرواکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروادیا گیا- مدرسہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد مکرم شیخ صاحب نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور مولوی فاضل بھی کیا اور اپنی زندگی خود وقف کردی-

۳۳ء میں بطور مربی مکرم شیخ صاحب کا تقرر لدھیانہ میں ہوا- نومبر ۳۴ء میں آپکو مشرقی افریقہ بھجوایا گیا جہاں ۲۸ سال تک خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران سات مساجد تعمیر کروائیں اور قرآن کریم اور کئی دیگر متعدد کتب کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا- ۶۲ء سے ۷۹ء تک آپ ربوہ میں رہے اور اس دوران نائب ناظر اصلاح وارشاد، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین، سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن نیز افتاء، قضاء، صد سالہ جوبلی اور گندم کمیٹیوں کے رُکن رہے- سترہ سال تک جامعہ احمدیہ کے ممتحن بھی رہے- نومبر ۱۹۸۹ء میں آپ کا تقرر امریکہ میں ہوا جہاں آپ کی امارت میں گیارہ مشن ہاؤسز قائم ہوئے اور جماعت امریکہ کے چندوں میں آٹھ گنا سے زیادہ کا اضافہ ہوا- باقاعدہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی آپ نے خدمت جاری رکھی اور احادیث کی کتاب "ریاض الصالحین" کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا-

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جون ۱۹۹۸ء میں شامل اشاعت مکرم شیخ صاحب کا انٹرویو مکرم ناصر فاروق سندھو و مکرم انیس احمد ندیم صاحبان نے قلمبند کیا ہے-

-......☆......☆......☆......-

ماہنامہ "مصباح" جون ۹۸ء میں شامل اشاعت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی یادوں کے حوالے سے مکرم پروفیسر چودھری محمد علی صاحب کی ایک پُر اثر نظم کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں :

اشک در اشک تجھے ڈھونڈنے نکلیں گے لوگ
وصل کے شہر میں فرقت کا مہینہ ہوگا
ہجر کی رات ہے رو رو کے گزاریں گے اِسے
ہر گلی کوچے میں اجلاسِ شبینہ ہوگا-
تیری ہر ایک ادا رستہ دکھائے گی ہمیں
تو نہیں ہوگا ترا دیدۂ بینا ہوگا
خاکِ ربوہ اِسے سینے سے لگا کر رکھنا
آبگینوں سے بھی نازک یہ دفینہ ہوگا
حُسن بھی اترا ہے روحوں پہ سکینت بن کر
قافلہ پھر سے رواں سوئے مدینہ ہوگا
یوں چڑھا ہے جو نئے عہد کا سورج بن کر
خاتمِ یار کا یہ چوتھا نگینہ ہوگا
کشتیِ نوح میں بیٹھے تو ہو لیکن مضطر
شرط یہ ہے یہیں مرنا یہیں جینا ہوگا

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

27/11/98 - 03/12/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 27th November 1998
7 Shaban

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children's Corner: Quran Class, Pt 39 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 386 Rec: 31/03/98 (R)
01.55 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 68 (R)
02.30 Urdu Class: Lesson No. 337
03.35 Learning Arabic: Lesson No. 20 (R)
03.55 MTA Variety: Sajray Phull
04.45 Homeopathy Class: Lesson No. 182 (R)
06.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi
06.40 Children's Corner: Quran Class, Pt 39 (R)
07.00 Pushto Item: 'Roshni ka Safar'
07.20 From the Archives: Majlis e Irfan (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 386 (R)
09.45 Urdu Class: Lesson No. 337 (R)
10.55 Computer for Everyone: Part 86
11.30 Bangali Service: The Ahmadiyyat Belief
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.45 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.05 Documentary: Industrial Exhibition(last pt)
14.30 Rencontre Avec Les Francophones (New): Rec: 23/11/98
15.45 Friday Sermon (R)
16.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 387 Rec: 01/04/98
18.05 Tilawat Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class(New): Rec. 25/11/98.
19.30 German Service: Sports, Women of Islam...
20.30 Children's Class: Lesson No. 122, Part 2
21.00 Medical Matters: 'High blood pressure'-Pt4
21.40 Friday Sermon (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 28th November 1998
8 Shaban

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.35 Children's Class: Lesson No. 122, Pt 2 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 387 (R)
02.05 Friday Sermon (R)
03.10 Urdu Class (New): (R)
04.15 Computers For Everyone: Pt 86 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones: (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Class: Lesson No.122, Pt 2(R)
07.15 Saraiky Service: Mulaqat with Huzoor Rec 29/07/95
08.15 Medical Matters: 'Blood Pressure'-Pt 4 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 387 (R)
09.45 Urdu Class (New): (R)
10.55 MTA Variety: Speech
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 3
13.00 Indonesian Hour: Children's Class, Nazm.
14.05 Bengali Service: Homage to Marhum Maulana Syyed Ejaz Ahmed Sb.
15.05 Children's Class(New): Rec. 28/11/98
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 388 Rec: 02/04/98
17.10 Part of a Symposium on the life of The Promised Messiah (AS)
17.30 Al Tafseer ul Kabeer: Programme No. 20
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class(New): Rec. 27/11/98
19.50 German Service
20.55 Children's Corner: Quran Quiz, Part 32
21.15 Q/A Session with Huzoor and Mauritian Guests. Rec: 07/06/98
23.30 Children's Class(New): (R)
23.35 Learning Danish: Lesson No. 3 (R)

Sunday 29th September 1998
9 Shaban

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz, Pt 32 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 388 (R)
02.15 MTA Variety: Speech
03.10 Urdu Class(New): (R)
04.25 Learning Danish: Lesson No. 3 (R)
04.45 Children's Class (New): (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner: Quran Quiz, Pt32 (R)
07.15 Friday Sermon (R)
08.35 Q/A Session with Huzoor (R)
09.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.388 (R)
10.45 Urdu Class(New): (R)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese: Lesson No.106
13.05 Indonesian Hour: Tilawat, Dars Malfoozat..
14.00 Bengali Service: Concluding address of a Daeen-e-Allah Course, More....
15.00 Mulaqat with Huzoor: Rec. 15/01/98
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 389 Rec: 07/04/98
17.05 Documentary: Expo' 1998, Portugal
17.25 Albanian Programme: Discussion, Final Pt
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class (New): Rec. 28/11/98
19.50 German Service:
20.50 Children's Corner: Workshop Pt 13
21.30 Dars ul Quran(No.16): Rec. 18/01/98
22.45 MTA Variety: Interview Part 3
23.20 Learning Chinese: Lesson No. 106 (R)

Monday 30th November 1998
10 Shaban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner: Workshop Pt13 (R)
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.389 (R)
02.25 MTA USA: Q/A with Huzoor- Part 2 Rec. 15/10/94 (Washington)
03.10 Urdu Class(New): (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No. 106 (R
04.50 Mulaqat with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News.
06.50 Children's Corner: Workshop Pt13 (R)
07.30 Dars ul Quran: No.16 (R)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 389 (R)
09.55 Urdu Class(New): (R)
11.05 MTA Sports: from Pakistan
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson No.84
13.05 Indonesian Hour: Tilawat, Dars ul Hadith, Sinar Islam.
14.00 Bengali Service: Discussion of Khattam un Nabieen, More.....
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 183 Rec: 03/10/96
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 390 Rec: 09/04/98
17.15 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30 Urdu Class: Lesson No. 338
19.40 German Service: Begegnung mit Huzoor, Mach Mit, More......
20.40 Children's Class: Lesson No.123, Part 1
21.10 Quiz: Rohani Khazaine, Part 6
22.00 Homeopathy Class: Lesson No. 183 (R)
23.10 Learning Norwegian: Lesson No. 84 (R)

Tuesday 1st December 1998
11 Shaban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Class: Lesson No.123, Part 1(R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 390 (R)
02.15 MTA Sports: from Pakistan (R)
03.15 Urdu Class: Lesson No.338 (R)
04.15 Learning Norwegian: Lesson No.84 (R)
04.50 Homeopathy Class: Lesson No. 183 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Class: Lesson No. 123, Pt 1 (R)
07.15 Pushto Item: Friday Sermon by Huzoor Rec:30/05/97
08.20 Quiz: 'Rohani Khazaine', Pt 6 (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.390 (R)
10.10 Urdu Class: Lesson No. 338 (R)
11.15 Medical Programme: 'Our Diet'
11.45 MTA Variety
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French: Lesson No. 16
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon
14.05 Bengali Service: Discussion of the advent of Imam Mahdi (AS), Ranna Danna.
15.05 Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 01/12/98
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 391 Rec: 14/04/98
17.15 Norwegian Issues: Islami ki Fil', Part 12
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No. 339
19.35 German Service: Lies Mal, Eine Info'.
20.40 Children's Corner: Quran Class, Part 40
20.55 Children's Corner: Various Programmes Wakalat e Waqf e Nau - Pt 2
21.20 Hamari Kaenat: Part 150
21.55 Tarjumatul Quran Class (New): (R)
22.55 Learning French: Lesson No. 16 (R)
23.25 MTA Variety: An interview with a new Ahmadi

Wednesday 2nd December 1998
12 Shaban

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner: Quran Class pt40 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 391 (R)
02.10 Medical Programme: 'Our Diet' (R)
02.35 Children's Corner: Various Part 2(R)
03.00 Urdu Class: Lesson No.339 (R)
04.10 Learning Frech: Lesson No. 16 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class(N): (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Quran Class, Pt 40 (R)
07.05 Swahili Programme: Discussion
07.50 Hamari Kaenat: No. 150 (R)
08.15 MTA Variety: Interview (R)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No 391 (R)
10.00 Urdu Class: Lesson No. 339 (R)
11.10 MTA Variety: Durr e Sameen - Part 6
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning German: Lesson No. 17
13.05 Indonesian Hour: Dars ul Quran
14.05 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor Rec: 05/06/98
15.10 Tarjumatul Quran Class(N): Rec.02/12/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 392 Rec: 15/04/98
17.25 French Children's Class: Part 23
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class: Lesson No.340
19.15 German Service: Eine Rode von I Hobsch...
20.25 Children's Class: Lesson No.123, Pt 2
20.55 MTA Lifestyle: Al - Maidah
21.10 MTA Entertainment: Bait Bazi Final
21.25 Mushairah : Islamabad '97, Part 1
22.15 Tarjumatul Quran Class: (R)
23.20 Learning German: Lesson No.17 (R)

Thursday 3rd December 1998
13 Shaban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40 Children's Class: Lesson No. 123, Pt2 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 392 (R)
02.20 MTA Variety: Durr e Sameen, Pt 6 (R)
02.50 MTA Entertainment: Bait Bazi Final (R)
03.10 Urdu Class: Lesson No. 340 (R)
04.20 Learning German: Lesson No.17 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35 Children's Class: Lesson No.123, Pt2 (R)
07.05 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 01/11/96
08.10 MTA Lifestyle: Al - Maidah (R)
08.20 Moshairah: Islamabad '97 (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 392 (R)
10.10 Urdu Class: Lesson No. 340 (R)
11.20 Quiz: History of Ahmadiyyat, Pt 69
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Arabic: Lesson No. 21
13.05 Indonesian Hour
14.05 Bengali Service: Q/A with Huzoor, Pt 1 Rec: 24/09/95
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.184 (R)
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.393 Rec: 21/04/98
17.10 Bosnian Programme: Aid by Ahmadies
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.15 Urdu Class: Lesson No. 341
19.30 German Service: Rush Rush, MTA Variety.
20.30 Children's Corner: Quran Class Pt 41
20.55 From the Archives: Majlis e Irfan, 1982
21.45 Homeopathy Class: Lesson No. 184
22.50 Learning Arabic: Lesson No. 21 (R)
23.05 MTA Variety: Sajray Phull

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, November 27 . 1998 No. 48

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

نصرت خداوندی کے نشان کا اعتراف

مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف ، مدیر "المنبر" نے بیالیس سال قبل لکھا تھا کہ :

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے ...... اُن کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو اُن کے ہم پایا ہوں"۔

(المنبر ۲۳/فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰)

اب حال ہی میں "المنبر" کے تیس سالہ نوجوان سب ایڈیٹر جناب امتیاز بلوچ صاحب، ایم۔اے۔ نے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور (اگست ۱۹۹۸ء) میں یہ شکوہ کیا ہے کہ :

"قادیانیت کے فروغ کو روکنے کے لئے ہمارے علماء نے بھی اپنی ذمہ داریاں کماحقہ ادا نہیں کیں"۔(صفحہ ۲۹)

محترم امتیاز بلوچ صاحب نے ان الفاظ سے جہاں علماء زمانہ کی ناکامی ونامرادی پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے وہاں جماعت احمدیہ کی منظم اور عالمگیر فتوحات کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :

"آج میں عمر کی تیس بہاریں دیکھ چکا ہوں .... ایسے ادارے کے ساتھ وابستہ ہوں جس کے بانی نے تمام عمر قادیانیت کے خلاف لڑنے میں گزاری ہے۔ میری مراد مولانا عبدالرحیم اشرف سے ہے۔ اس ادارے میں مجھے ردّ قادیانیت پر بہت سی کتابیں پڑھنے اور علماء کی مجالس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں اب جاکر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ قادیانی .... ایک فرقہ ہی نہیں ایک منظم تحریک ہے۔ یہ تحریک........ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہمہ تن مصروف عمل ہے۔ ان کا جال قادیان، ربوہ سے لے کر برطانیہ اور کئی دوسرے ممالک تک پھیل چکا ہے۔ اور ہر قادیانی تن من دھن سے اپنی تحریک کی خاطر قربانی دینے کے لئے ہروقت تیار رہتا ہے۔ ڈش انٹینا کی مدد سے قادیانی کی تبلیغ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے۔ گھر تو گھر انہوں نے ڈش انٹینا ان چاردیواریوں میں بھی نصب کر رکھے ہیں جنہیں یہ مساجد کا نام دیتے ہیں .... قادیانی اور ان کی تحریک کبھی نہ پھولتی پھلتی اگر ہم مسلمانوں میں دینی شعور موجود ہوتا، ہماری کم علمی، دین سے عملاً بیگانگی کا ان لوگوں نے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے"۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

سبحان اللہ، رب جلیل کی آسمانی نصرتوں کا یہ کیسا عظیم نشان ہے کہ ۱۹۵۶ء میں اس کا اعتراف "المنبر" کے مدیر نے کیا اور اب ۱۹۹۸ء میں اس مخالف احمدیت ادارہ کے سب ایڈیٹر بھی پوری شان کے ساتھ کررہے ہیں۔

اس نشان کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں جبکہ برصغیر کے علماء ظواہر نے جماعت احمدیہ کے خلاف فتاویٰ تکفیر جاری کر کے اس آسمانی سلسلہ کو نابود کرنے کے لئے منظم ہو کر سر دھڑ کی بازی لگادی، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جناب الٰہی کی بارگاہ سے الہامًا یہ بشارت دی گئی :

"میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا"۔

ازاں بعد ۱۸۹۸ء یعنی ٹھیک ایک صدی قبل یہ وحی ربانی ہوئی :

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

(الحکم ۲۰، ۲۷/اگست ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۳۔ اور ۲۷/مارچ و ۶/اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار
کون دَرپردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تم کو ہردم کر رہا ہے شرمسار

☆......☆......☆

درود اور اتباع رسول قبولیت دعا کے ذرائع ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

"قبولیت کے تین ہی ذریعے ہیں۔

اول اِنْ کُنْتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی۔

دوم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔

سوم موہبت الٰہی"۔

(ریویو آف ریلجنز جلد ۲ صفحہ ۱۴، ۱۵)

چار احمدی مسلمانوں پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں توہین رسالت کا مقدمہ

(پریس ڈیسک) : چک نمبر ۲۰ لکھ تحصیل شورکوٹ پاکستان کے چار احمدی مسلمانوں کے خلاف مقامی مسجد جماعت احمدیہ میں کلمہ طیبہ لکھنے کی وجہ سے زیر دفعہ 295/C توہین رسالت کا ایک مقدمہ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ ایک مخالف سلسلہ حافظ دوست محمد ولد خدا بخش کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا جس میں لکھا گیا کہ مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۹۸ء کو جب وہ اپنی مسجد غوثیہ میں نماز عصر ادا کر کے فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سامنے احمدیہ عبادتگاہ میں چار افراد مسمیان حق نواز، محمد صدیق، ظفر ولد رمضان اور نذیر جمع ہیں۔ ملزم حق نواز کلمہ طیبہ لکھنے میں مصروف تھا جبکہ محمد صدیق، ظفر اور نذیر بھی وہاں موجود تھے۔

ہم نے انہیں کلمہ طیبہ لکھنے سے منع کیا کیونکہ اس طرح مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں لیکن ملزمان بیک زبان کہنے لگے کہ پہلے کلمہ طیبہ مدھم تھا اور اب وہ اسے نمایاں کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے جذبات مجروح ہوتے ہیں یا دلآزاری ہوتی ہے تو جو آپ نے کرنا ہے کر گزرو۔

مخالفین نے ڈی۔ایس۔پی اور ایس۔ایس۔پی کو بھی درخواستیں لکھیں اور انہیں بتایا کہ احمدیہ عبادت گاہ پر اب بھی کلمہ طیبہ بحروف جلی اور نمایاں موجود ہے اور مسلسل مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں اس لئے درخواست ہے کہ کلمہ طیبہ کو عبادت گاہ سے محفوظ کرلیا جائے اور ملزمان کے خلاف فوری قانونی کارروائی کر کے مسلمانوں کی دادرسی کی جائے۔

چنانچہ مذکورہ بالا چاروں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 295/C توہین رسالت کا مقدمہ نمبر ۱۳۰، ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو تھانہ شورکوٹ کینٹ میں درج کیا گیا۔

☆......☆......☆

مساجد کی اہمیت و برکت

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت ہو بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے اور وہاں مسجد کی حدبندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۹۳، جدید ایڈیشن)

☆......☆......☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔